Lamhon ki
MUSAFTAIN
Sara Ray
Kahanifreak.com

ہانگ کانگ کا نام کینٹونی زبان کے دو الفاظ سے ملا ہے۔ ہانگ کا مطلب ہے "خوشبودار"۔ کانگ کا مطلب ہے "بندرگاہ"۔

یہ نام تاریخی طور پر ہانگ کانگ کے جزیرہ

(Hong Kong Island)

کے لیے استعمال ہوتا تھا، جو اس خطے کا ایک اہم حصہ ہے۔ یہ نام خوشبودار لکڑی، خوشبودار مصالحوں اور عطریات کی تجارت کے لیے اس بندرگاہ کے اہم مرکز ہونے کی وجہ سے پڑا۔ ہانگ کانگ کبھی بھی مکمل طور پر آزاد یا خودمختار ملک نہیں رہا۔ پہلے ہانگ کانگ ہزاروں سالوں سے چین کا حصہ تھا۔

برطانوی دور آیا۔

پہلی افیم جنگ (1842) کے بعد، چنگ خاندان کی سلطنت نے ہانگ کانگ جزیرہ برطانیہ کے حوالے کر دیا۔ دوسری افیم جنگ (1860) کے بعد، کولون جزیرہ نما بھی برطانیہ کو دے دیا گیا۔ 1898ء میں برطانیہ نے نیو ٹیریٹریز

(New Territories)

کو ننانوے سالوں کے لیے لیز پر لے لیا۔ ننانوے سالہ لیز 1997 میں ختم ہو رہی تھی۔ برطانیہ پورے ہانگ کانگ کو بغیر نیو ٹیریٹریز کے چلانے کے قابل نہیں تھا۔ چین اور

kahanifreak.com

برطانیہ کے درمیان مذاکرات ہوئے، اور یہ طے پایا کہ ایک جولائی 1997 کو ہانگ کانگ مکمل طور پر چین کو واپس کر دیا جائے گا۔

ہانگ کانگ کی واپسی کے ساتھ ہی ایک معاہدہ ہوا جس کے تحت ہانگ کانگ کو چین کا خصوصی انتظامی علاقہ

(Special Administrative Region - SAR)

بنادیا گیا۔ اس معاہدے کے تحت، ہانگ کانگ کو 2047ء تک (یعنی واپسی کے بعد پچاس سال تک) ایک اعلیٰ

Degree of autonomy

خود مختاری دی گئی۔ اس پالیسی کو "ایک ملک، دو نظام" کہا جاتا ہے۔

ہانگ کانگ ایک مکمل آزاد ملک نہیں ہے بلکہ چین کا ایک حصہ ہے، لیکن اسے اپنا قانونی نظام (کامن لا)، اپنی کرنسی (ہانگ کانگ ڈالر)، علیحدہ امیگریشن نظام، اور آزادانہ تجارت کی پالیسی میں آزادی حاصل ہے۔ تاہم دفاع اور خارجہ امور کا اختیار مرکزی چینی حکومت کے پاس ہے۔

ہانگ کانگ دنیا کے سب سے متحرک اور شاندار شہروں میں سے ایک ہے۔ یہ اپنی بلند و بالا عمارتوں، مصروف بندرگاہ اور بین الاقوامی مرکز کے طور پر شہرت رکھتا ہے۔ ہانگ کانگ نا صرف ایک اہم مالیاتی مرکز ہے بلکہ یہ مشرقی اور مغربی ثقافتوں کا ایک دلکش امتزاج بھی پیش

کرتا ہے۔ یہاں کے روایتی مندروں اور جدید شاپنگ مالز کے درمیان ایک انوکھا تضاد دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس کے علاوہ ہانگ کانگ کے پہاڑی سلسلے اور خوبصورت ساحلی علاقے سیاحوں اور مقامی لوگوں دونوں کے لیے پرکشش مقام ہیں۔ یہ شہر اپنی منفرد شناخت، آزاد معیشت اور متحرک طرز زندگی کے لیے جانا جاتا ہے۔

--------------

فون پر اس کے پسندیدہ گلوکار کے خوبصورت بول کمرے کی خاموش فضا میں ارتعاش پیدا کر رہے تھے لیکن سونے والی ہستی اپنے نام کی ایک تھی جو اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ اس سے پہلے فون خود خاموش ہوتا سویا ہوا وجود کسمسایا، ادھر ادھر ہاتھ مارتے ہوئے فون ہاتھ میں لیا اور اس چنگارتی ہوئی آواز کا گلا گھونٹ دیا۔ چند سیکنڈ بعد سناٹے میں پھر سے وہی آواز گونجی۔ اب کی بار اس نے غصے سے کال کا جواب دیتے ہوئے فون کان سے لگایا اور پھاڑ کھانے والے انداز میں بولنے لگی۔

"جب ایک بار فون نہیں اٹھا رہی تو سمجھ جاؤ میں بات کرنا نہیں چاہتی لیکن اگر تمہیں ذلیل ہونے کا زیادہ ہی شوق ہے تو اپائنٹمنٹ لے لو، پھر بڑے ہی اچھے طریقے سے تمہارا شوق پورا کروں گی۔" بنا رکے وہ ایک ہی سانس میں بولتی چلی گئی، جانے بغیر کہ سامنے والا کتنے ضبط کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

"ضدی اور خود سر تو تم تھی ہی لیکن آج پتا چلا بدتمیز بھی انتہا کی ہو۔"

اسپیکر سے ابھرتا سخت اور اکھڑ لہجہ سماعتوں تک پہنچتے ہوئے اس کا سانس روک گیا۔ ساتھ ہی آنکھوں پر چھایا نیند کا خمار رفوچکر ہوا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اسکرین پر ابھرتے نمبر کو دیکھنے کے بعد خود کو کوسنے کے ساتھ ہی سر کو تکیے پر پٹخنے لگی جس کا سنہری باب کٹ بالوں نے بھی ساتھ دیا تھا۔

چند سیکنڈز بعد وہ اٹھ بیٹھی، ہلکے بھورے تلوں والا سفید چہرہ گہری سنجیدگی لئے ہوا تھا، گرے آنکھوں میں فکر ابھری۔ اپنے گلابی پنکھڑی ہونٹوں کو سختی سے بھینچ کر دوسری طرف سے آتے پیغام کو غور سے سننے لگی۔

"مام آج فارغ نہیں ہیں اسی لئے ان کی جگہ میں آرہا ہوں۔ ٹھیک گیارہ بجے وہاں پہنچ جانا، گیارہ سے ایک منٹ بھی اوپر ہوا تو خود ہی بیٹھ کر بھگتنا۔"

“Sharp 11 o’clock”

ٹھیک گیارہ بجے۔ "اس کے بعد فون پہ خاموشی چھا گئی۔

اس نے ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کی کہ آیا وہ کونسی زبان استعمال کر رہا تھا، اور اس کے فون کرنے کا مقصد کیا تھا اور وہ کس بات کی یاد دہانی کروا رہا تھا۔ اس نے چکراتے سر کو دونوں ہاتھوں پر گرا کر اس کی باتیں یاد کرنے کی کوشش کرنے لگی کہ تبھی فون کی رنگ ٹون نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کروالی۔ اب کی بار فون کان سے لگاتے ہوئے اس کا لہجہ بہت نرم گو تھا۔

kahanifreak.com

"ہیلو۔۔۔" دوسری طرف موجود ہستی نے جب اتنی نرم آواز سنی تو بے اختیار ہی نمبر چیک کیا کہ آیا غلط نمبر تو نہیں ملا لیا لیکن نمبر درست دیکھ کر اب اسے نئی پریشانی نے گھیر لیا تھا۔

"بیب! تم ٹھیک تو ہو؟" اس کے لہجے سے پریشانی جھلک رہی تھی، اور اس آواز کو پہچانتے ہی اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں اور ساتھ ہی اپنے ازلی انداز میں واپس آ گئی، اب کی بار نرمی اس کے لہجے سے مفقود تھی۔

"طبعیت گئی بھاڑ میں۔ مجھے یہ بتاؤ۔۔۔ صبح ہی صبح کان کیوں کھا رہی ہو۔؟ کیا دو گھنٹے میں ملنا نہیں تھا ہم نے؟۔۔۔ یا تمہیں یہ اطلاع مل گئی ہے کہ میں پریزیڈنٹ بن گئی ہوں اور تمہیں پھانسی چڑھانے والی ہوں اور تم نے اپنی جان بخشی کے لئے میرے آنے کا ویٹ نہیں کیا اور فون کھڑکا دیا؟۔۔۔"

سر الگ سے درد ہو رہا ہے اور بدتمیز کا ٹیگ الگ سے ملا ہے۔ وہ کہاں کی بات کہاں ملا رہی تھی۔ دوسری طرف کو اس کی چلتی زبان نے چند لمحے کے لئے خاموش کروا دیا۔

"اب پھوٹو بھی! ایسا کونسا تیر مارا ہے جس کی خوشی سنبھالے نہیں سنبھل رہی، ویسے جیسے تم فون پے فون کر رہی ہو اس سے لگ رہا ہے جیسے جون لی کا-چیو (چیف ایگزیکٹو آفیسر ہانگ کانگ) کو ہٹا کر اس کی نشست تم سنبھال چکی ہو، اسی لئے بنا پانی کی مچھلی کی طرح خود تو تڑپ رہی ہو اور ساتھ میں میرا ابھی موڈ خراب کر چکی ہو۔" وہ تلخی سے بولتے ہوئے کسی کا غصہ

کہیں اور نکال رہی تھی لیکن ابھی بھی غصہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ کمبل کو سائیڈ پہ ہٹاتی دودھیا پاؤں ٹھنڈے فرش پہ رکھتے یکدم کپکپی محسوس ہوئی۔

"اب بول بھی پڑو۔۔۔" بالوں میں انگلیاں پھنسائے ادھر ادھر ٹہلتے دوسری طرف ہنوز خاموشی محسوس کر کے وہ چیخ اٹھی۔

"اگر اس طرح خاموش ہی رہنا تھا تو میری نیند خراب کیوں کی، آج اپنے اوپر پڑھ کر پھونک مار کر آنا کیونکہ آج کی تاریخ میں میں تمہارا سر کھولنے والی ہوں۔" دانتوں کو چباتے وہ غصے کی انتہا کو چھونے والی تھی۔

"ریلیکس بیب! میں خاموش اس لئے تھی تاکہ تمہارا غصہ کم ہو سکے لیکن تم تو شاید آج انگارے چبائے ہوئے ہو۔ خیر میں نہیں چاہتی تم غصے میں ساری بات سن کر ہمارے پلان کا ستیاناس کر دو۔" اتنی ڈانٹ سننے کے بعد بھی وہ مسکراتے ہوئے بات کر رہی تھی۔

"تو پھر تیار ہو جاؤ اس زبردست سی خبر کو سننے کے لئے، آج۔۔۔ آج۔۔۔" وہ بلاوجہ سا سسپینس پھیلا کر اسے مزید اشتعال دلا رہی تھی۔ اس سے پہلے وہ اپنے غصے کا اظہار کرتی، دوسری طرف سے ملنے والی خبر سے وہ سکتے میں چلی گئی۔ اس کی طرف خاموشی چھائی دیکھ کر اس کی دوست جانتی تھی اس کا ری ایکشن ایسا ہی ہو گا کیونکہ یہ خبر سن کر اس کی حالت خود ایسی ہی ہو گئی تھی۔ پھر ہوش میں آتے ہی اس نے اپنی بہن کو چٹکی کاٹنے کو کہا تھا کہ کہیں وہ کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہی پھر اسے ہوش میں لانے میں اس کی بہن نے بہت مدد کی تھی اس نے

اتنی زور سے چٹکی کاٹی تھی کہ وہ بلبلا کر رہ گئی۔اپنا ردعمل یاد کرتے ہوئے وہ مسکرا رہی تھی پھر اسے پکارنے لگی جو بالکل خاموش تھی۔

"بیب۔۔کیا تم لائن پر ہو۔"پوچھنے کے ساتھ ہی اس نے اسکرین کی طرف دیکھا جہاں ابھی تک لائن کنیکٹ ہی تھی۔

"سیم۔۔۔۔۔"اس کے ساکت وجود میں ہل چل ہوئی پھر اس کے بعد وہ بے اختیار ہی چیخ اٹھی،اس کی دوست چیخنے میں بھرپور ساتھ دے رہی تھی۔

"اوکے ریلیکس۔۔۔اپنی خوشی پہ قابو پاؤ اور میری بات دھیان سے سنو،ایک ڈریس اپنے بیگ میں رکھ کر چم ساچوئی اسٹیشن پہنچو،وہاں پہنچ کر فون کرنا ہم سب تمہیں وہیں ملیں گی۔"اسے ہدایت دینے کے بعد وہ رابطہ منقطع کر چکی تھی۔فون کو بیڈ پہ پھینک کر وہ کتنی دیر اچھلتی رہی۔خود پہ قابو پاتے ہوئے واش روم میں گھس گئی کیونکہ اسے معمول کے مطابق ہی گھر سے نکلنا تھا وہ الگ بات تھی کہ مخصوص جگہ پہ جانے کی بجائے آج کہیں اور جانا تھا۔

اپنی خوشی میں وہ کچھ دیر پہلے آنے والے فون اس سے ملنے والی انسٹرکشن کو سرے سے ہی بھول گئی یہ جانے بغیر کہ آج اس کی غیر حاضری حالات کو اس کے خلاف کر دے گی۔اپنی خوشی میں جھومتی وہ نہیں جانتی تھی کہ دوستوں کے ساتھ ملاقات اور ملے گلے کا آج آخری دن ہے۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

منہ ہاتھ دھونے کے بعد وہ جلدی سے وارڈروب کی طرف بڑھی اور اپنا ڈریس ڈھونڈنے لگی، جو کہ اس نے خاص اس موقع کے لئے خریدا تھا۔ وہ کب سے اس کی الماری میں پڑا ہوا تھا لیکن آج وہ اسے زیر استعمال لانے والی تھی۔ ڈریس کے اوپر ایک پیار بھری نظر ڈالنے کے بعد وہ احتیاط سے اس کی تہہ لگانے لگی پھر بڑے احتیاط کے ساتھ وہ اسے بیگ (جسے وہ پہلے ہی خالی کر چکی تھی) میں رکھ گئی۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد اس نے یونیفارم تبدیل کیا پھر ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بالوں میں کنگی کرنے لگی، جو گرز پہننے کے بعد اس نے ٹراؤزر کو نیچے سے فولڈ کیا پھر کندھے پہ بیگ لٹکاتی جلدی سے باہر نکل گئی۔

کمرے سے باہر نکلتے ہی خاموشی محسوس کرتے ہوئے اس نے ارد گرد نگاہ دوڑائی۔ کسی کو نہ پا کر وہ مطمئن ہوتے ہوئے کچن کی جانب چل دی۔ اس نے کلائی پہ بندھی گھڑی کی طرف دیکھا جس کی سوئیاں اسے باور کروا رہی تھیں کہ آج وہ وقت سے پہلے ہی تیار ہو گئی ہے۔ کچن میں داخل ہوتے ہی فیما نے مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا جس کے جواب میں وہ بھی مسکراتے ہوئے ڈائینگ ٹیبل کے گرد بیٹھ گئی۔

"ایمی ڈارلنگ! آج تم خلاف معمول جلدی اٹھ گئی ہو۔" فیما نے مسکراتے ہوئے اس سے استفسار کیا تو وہ یکدم الرٹ ہوئی۔

"جی آج کچھ ضروری کام ہے اسی لئے۔۔۔" کندھے اچکاتے ہوئے اس نے اپنی بات مکمل کی پھر لاؤنج کی طرف جھانکتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی۔

kahanifreak.com

"آنٹ حلیمہ دیکھائی نہیں دے رہیں۔"

"کیا وہ ابھی تک سو رہی ہیں؟" بات کرتے دوران اس کے ہاتھ تیزی سے ٹوسٹ پہ بٹر لگا رہے تھے، اس کام سے فارغ ہو کر اس نے نائف واپس پلیٹ میں رکھا اور بریڈ کو ہاتھ میں اٹھا کر کھانے لگی۔ فیما نے اس کی اس حرکت پہ تاسف سے اسے دیکھا جو سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی جس کا مطلب تھا وہ جواب کی منتظر ہے۔

"وہ تو کل شام سے مکاؤ میں ہونے والے فیشن ویک اٹینڈ کرنے گئی ہوئی ہیں اور واپسی کا کچھ کہہ نہیں سکتی۔" جواب دینے کے ساتھ اس نے جوس گلاس میں انڈھیل کر اس کی طرف بڑھایا جسے اس نے سر ہلا کر تھام لیا۔

"اچھا اب تم اپنا ناشتہ ختم کرو تب تک میں ڈرائیور کو تیار ہونے کا کہتی ہوں۔" وہ جو ٹوسٹ کے چھوٹے چھوٹے نوالے لے رہی تھی اس بات پہ ٹوسٹ کو پلیٹ میں رکھتے ہوئے جلدی سے اپنی نشست سے اٹھ کر اس کے سامنے چلی آئی کہ مبادہ وہ ڈرائیور کے پاس چلی ہی نہ جائے۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے فیما۔۔۔ آج میں ایم ٹی آر (میٹرو) سے جاؤں گی، تم اس کو منع کر دینا۔"

"ایمی ڈارلنگ! تم کیا کہہ رہی ہو۔۔ میں میڈم کو کیا جواب دوں گی، اگر انہیں پتا چلا تو وہ بہت ناراض ہوں گی۔" فیما پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی جو اپنے ارادے سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں لگ رہی تھی۔

"تم پریشان نا ہوں۔۔۔ تم نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے، اب باقی میں خود ہی دیکھ لوں گی۔" اس نے پاس آ کر اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی۔

فیما لگ بھگ پچاس سال کی خاتون تھیں، پچیس سال کی عمر میں انہوں نے یہاں ملازمت اختیار کی تھی اور تب سے لے کر آج تک وہ اس گھر میں ہی پائی جاتی تھی۔ تمام ملازمین ان کا احترام کرتے تھے۔ بچپن سے ہی عمارہ کا وہ خیال رکھتی آئی تھی، انہیں عمارہ بہت عزیز تھی اور وہ جانتی تھیں کہ وہ بھی اس کی بہت عزت کرتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود عمارہ کی حرکتیں اسے ہولائے رکھتی تھی، ابھی بھی وہ مسکرا کر اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔

"اوکے اپنا خیال رکھئیے گا۔ چاؤ کین (گڈ بائے)۔" وہ ہاتھ ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔ فیما دھڑکتے دل کے ساتھ اسے جاتا ہوا دیکھ رہی تھیں اور ساتھ ہی اس کے لئے دعا کرنے لگی۔

"معلوم نہیں آج یہ لڑکی کیا کرنے والی ہے۔"

---------------

وہ جیسے ہی سیڑھیاں اتری (جس کے صرف پانچ سٹیپ تھے) تبھی اس کی نظر سامنے پڑی جہاں گیٹ سے آنش اندر داخل ہو رہا تھا۔اس کو دیکھتے ہی ہمیشہ کی طرح اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ آگئی۔

"ریلکس عمارہ۔۔۔"اپنی کیفیت پہ قابو پانے کے لئے بیگ کو سامنے کئے نامعلوم چیز ڈھونڈنے لگی۔اس کی چال قدرے سست ہو گئی۔ جیسے ہی وہ اس کے قریب آکر رکا تو وہ بھی رک گئی البتہ نظریں اب بیگ سے ہٹ کر ہر طرف گھوم رہی تھیں سوائے اس کے جو سامنے کھڑا تھا۔اس نے سر سے لے کر پاؤں تک اس کا جائزہ لیا لیکن اس کے بالوں کو دیکھ کر ہمیشہ کی طرح اب بھی اس کا موڈ خراب ہو گیا تھا بنا کچھ کہے وہ اندر چلا گیا۔اس کے جاتے ہی اس نے کب کا رکا سانس بحال کیا اور پھر زیر لب (سن آف ہٹلر) بڑبڑا کر جلدی سے گیٹ عبور کر گئی۔

گھر سے کچھ ہی فاصلے پہ ایم ٹی آر (میٹرو اسٹیشن) تھا۔یہاں لوگوں کی کثیر تعداد میٹرو میں سفر کرتی تھی۔ایم ٹی آر میں داخل ہونے کے بعد وہ ایک لائن میں بنے پلاسٹک کے چھوٹے چھوٹے دروازوں کی طرف چلی آئی۔ پھر بیگ سے اوکٹوپس کارڈ نکال کر مشین کے ساتھ سوائپ کیا۔ سوائپ کرنے کے فوراً بعد ہی پلاسٹک کا ایک دروازہ کھلتا چلا گیا،اس کے دروازہ پار کرتے ہی وہ دوبارہ بند ہو گیا۔چونکہ ٹرین انڈر گراؤنڈ تھی اسی لئے وہ لفٹ کے ذریعے نیچے چلی آئی۔ پھر وہ مطلوبہ ٹرین کا انتظار کرنے لگی۔ٹرین کے رکتے ہی پہلے اس نے مسافروں کو ٹرین سے باہر نکلنے دیا،اس کے بعد وہ ٹرین میں داخل ہو گئی۔ آٹھ منٹ بعد وہ "چم ساچوئی" اسٹیشن میں موجود تھی۔ پھر ایگزٹ کے پاس رکتے ہوئے اس نے اپنی دوست کو کال ملائی، تھوڑی ہی

دیر بعد اس کی دوستیں اس کے ارد گرد کھڑی تھیں۔ایک دوسرے سے ملتے ہوئے وہ اپنی خوشی کا اظہار بھی کر رہی تھیں۔آج کا دن ان کے لئے بہت خاص تھا،اس دن کے ان پانچوں نے بہت خواب دیکھ رکھے تھے۔آج کے دن ان کو اپنے خوابوں کی تعبیر ملنے والی تھی،اس لئے ان کا خوش ہونا تو بنتا تھا۔

"سیلیبریٹ تو ہم بعد میں کریں گے لیکن اس سے پہلے ہمیں اپنے کپڑے بدلنے ہوں گے۔" جو سفین کے کہنے پر سب نے ہاں میں گردن ہلائی تھی۔ایم ٹی آر سے باہر نکلتے ہی سورج نے ان کا استقبال کیا تھا۔

"بائیں طرف کیفے دی کارل وہاں پر ہم اپنے کپڑے بدلنے کے ساتھ ساتھ ناشتہ بھی کر لیں گے۔"

"تو کیا خیال ہے۔۔۔"

یہ آئیڈیا کھوزومی کا تھا جس پر ان چاروں کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔

"تو اب آگے کا کیا پلان ہے؟" کپڑے بدلنے کے بعد وہ بیٹھیں ناشتہ کر رہی تھیں تبھی عمارہ نے آگے کے بارے میں دریافت کیا۔

"ناشتہ کرنے کے بعد یہاں سے نکل کر

I SAQUARE PLAZA

(آئی سکویر پلازہ) چلیں گے، میں نے ٹکٹس بک کروالی ہیں، پہلے سکون سے بیٹھ کر مووی دیکھیں گے، مووی کے بعد اچھا سا لنچ اور پھر اپنی منزل کی جانب۔۔۔"

"اوہ۔۔۔اینجل تم اپنے نام کی طرح ہی اینجل ہو۔۔۔۔پہلے سے ہی ساری تیاری کر کے بیٹھی ہو۔آئی وش ہماری زندگیوں میں ایسے ہزاروں دن آئیں۔"جو سفین نے خوشی سے پر مسرت لہجے میں کہا تو سب کے ساتھ ساتھ عمارہ بھی کھلکھلا کر ہنس دی یہ جانے بغیر کہ قسمت دور کھڑی ان پر مسکرا رہی تھی۔

---------------

انہیں سینیما آئے دو گھنٹے ہو گئے تھے۔وہ ہاتھوں میں پاپ کارن تھامے سامنے لگی بڑی سی اسکرین پر ایکشن مووی دیکھ رہی تھیں۔

گیارہ بجنے میں پانچ منٹ باقی تھے جب اس کی گاڑی ڈیلیا سکول آف کینڈا کے سامنے رکی تھی۔ گاڑی سے نکلنے کے بعد اس نے ایک نظر اس عمارت پر ڈالی جس کے ساتھ اس کی بہت سی یادیں وابستہ تھیں۔کچھ عرصے پہلے وہ بہت ہی شاندار طریقے سے یہاں سے رخصت ہوا تھا۔ وہ اس عمارت کے چپے چپے سے واقف تھا۔گاڑی کی چابی اپنے دوست کی طرف بڑھا کر اسے پارکنگ کا کہا اور خود عمارت کے اندر داخل ہو گیا لیکن آگے اسے رکنا پڑا، رکنے کی وجہ شیشے کا دروازہ تھا جو صرف اندر سے ہی کھلتا تھا۔سامنے اسے ریسیپشن دکھائی دے رہا تھا۔ریسپشن پر بیٹھے شخص کو دیکھ کر اس نے گھنٹی بجائی اسی وقت اس شخص نے دروازے کی طرف دیکھا اور

kahanifreak.com

اسے سامنے پا کر اس نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھول دیا تھا۔ اس نے بھی مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور پھر سامنے کی طرف بڑھ گیا جہاں سیڑھیوں کے ساتھ ہی لفٹ بھی موجود تھی۔ یہ لفٹ صرف اسٹاف کے زیرِ استعمال تھی، طالب علموں کو اس لفٹ کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ ایک وقت تھا جب وہ خود بھی طالب علم تھا۔ وہ ہر روز سیڑھیاں استعمال کرتا تھا لیکن آج وہ طالب علم نہیں تھا اسی لئے وہ لفٹ استعمال کر سکتا تھا۔ لفٹ کا بٹن دباتے ہوئے اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔

مطلوبہ فلور پر پہنچ کر وہ اسٹاف روم میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ گیارہ بج کر پانچ منٹ ہو گئے تھے لیکن اسے اس کے آنے کے آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ سامنے لگی دیوار گیر گھڑی کی سوئیوں کو دیکھ رہا تھا۔ تبھی دروازہ کھلا۔

-----------------

پاپ کارن منہ میں ڈالتے ہوئے وہ سامنے اسکرین پہ ان کو لڑتے ہوئے دیکھ رہی تھی اور ابھی فائٹ چل ہی رہی تھی کہ بریک ٹائم کی وجہ سے مووی کو روک دیا گیا۔ اس حرکت پر وہ جی بھر کے بدمزہ ہوئی تھی۔ سب اپنی اپنی نشستوں سے اٹھ کر باہر جا رہے تھے، جو سفین کے ٹھوکا دینے پر وہ پانچوں بھی اپنی نشستوں سے کھڑی ہو کر ہال سے باہر نکل آئیں۔ پاپ کارن کے خالی ریپر کو کوڑادان میں پھینکنے کے بعد وہ ہاتھ دھونے کے لئے واش روم چلی گئی تھیں۔

"ہم کچھ زیادہ ہی جلدی تو وہاں نہیں پہنچ رہیں۔" عمارہ نے ہاتھ دھوتے ہوئے آئینے میں نظر آتے دوستوں کے عکس سے کہا۔ اینجل جو کہ اپنے بال بنا رہی تھی اس کی بات پر اس کے ہاتھ تھم گئے پھر وہ اس سے مخاطب ہوئی۔

"بیب پورے ہانگ کانگ میں صرف ہم ہی اس کی دیوانی نہیں ہیں، تم دیکھنا ہم سے بھی پہلے کتنے لوگ وہاں موجود ہوں گے۔" کس کر پونی کرنے کے بعد وہ بالوں کا بن بنا رہی تھی۔ اینجل کی بات پر وہ صرف سر ہی ہلا سکی تھی۔

"ایمی تمھیں نہیں لگتا تمہارے بالوں کو سلون کی ضرورت ہے، کافی بڑھ گئے ہیں۔" آلیکہ کے کہنے پر اس نے شیشے میں نظر آتے اپنے بالوں کو دیکھا۔

"ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو، ایک دو دن میں چکر لگاتی ہوں۔" اس نے بھی بالوں میں پونی کرنی چاہی جس کے نتیجے میں چند بال چھوڑ کر باقی سارے بال پونی سے باہر نکل آئے، اس کے بعد سب کے قہقے کے ساتھ اس کا اپنا قہقہ بھی شامل ہو گیا تھا۔

"مجھے لگ رہا ہے تم بال بڑھا رہی ہو اور یہ بات ٹھیک بھی ہے، ویسے یہ سٹائل تم پر سوٹ کر رہا ہے اب میری مانو تو دوبارہ باب کٹ مت کروانا۔" کھوزومی کا انداز چاپلوسی سا تھا۔ عمارہ آئینے میں ہی اسے ناگوار نظروں سے دیکھتی بولی۔

"کیوں کیا یہ سٹائل مجھ پہ سوٹ نہیں کرتا؟"

"اب میں نے ایسا تو نہیں کہا۔" اسے برا مناتے دیکھ کھوزومی نے کھسیاتے ہوئے کہا تو ایک دفعہ پھر سب کا قہقہہ سنائی دیا۔ سب میں عمارہ کو بھی مسکراتے دیکھ کر کھوزومی نے سکھ کا سانس لیا تھا۔

---------------

مووی دیکھنے کے بعد انہوں نے لنچ کیا پھر اسٹار فیری پئیر چلی گئیں۔ فیری جانے کے لئے تیار تھی۔ وہ پانچوں بھاگ کر فیری تک پہنچی تھیں۔ ان کے داخل ہوتے ہی فیری کے دروازے بند کر دیئے گئے تھے۔ فیری میں پہنچ کر انہوں نے سکھ کا سانس لیا تھا پھر وہ پانچوں جو ہنسنا شروع ہوئیں تو دیر تک ہنستی چلی گئیں۔

"مزہ آگیا۔۔ ویسے بھاگ کر فیری میں بیٹھنے کا اپنا ہی مزہ ہے۔" عمارہ کی بات پر ہنستے ہوئے انہوں نے سر اثبات میں ہلائے۔

فیری ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی اس سے پہلے کہ وہ گرتیں بھاگ کر بینچ پر بیٹھیں۔ عمارہ ونڈو کی طرف بیٹھ گئی وہ چاروں باتیں کرنے میں مصروف ہو گئی تھیں۔ جبکہ اس نے اپنا سر کھڑکی سے باہر نکال لیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس کا دائیاں بازو بھی کھڑکی سے باہر تھا۔ اپنی پوزیشن سے انجان وہ نظریں سمندر پر ٹکائے بیٹھی تھی۔ اس کا فوکس سمندر کی لہریں تھیں جو بار بار فیری سے ٹکراتی ان کے ٹکرانے سے عجیب سی آواز پیدا ہو رہی تھی جو کانوں کو بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ لہروں کو دیکھنے میں وہ اتنی محو تھی کہ تقریباً کھڑکی میں لٹک گئی۔ اس کے

kahanifreak.com

بال تیز ہوا کی دوش میں اڑتے ہوئے اس کے چہرے کا احاطہ کئے ہوئے تھے۔ جن کو وہ بار بار کانوں کے پیچھے اڑس رہی تھی۔

"کیا کوئی لہروں کو دیکھ کر مسمرائز ہوتا ہوگا۔۔؟" وہ خود ہو رہی تھی۔ اس کا دل لہروں کے ساتھ ڈول رہا تھا۔

اسے لگ رہا تھا یہ مدہوش لہریں اسے اپنی سمت بلا رہی ہیں۔ ان میں ایسی کونسی کشش تھی کہ وہ زیادہ دیر خود کو سنبھال نا سکی اور اگلے ہی لمحے ٹرانس کی کیفیت میں اپنے دل کو لہروں کے سپرد کر چکی تھی۔ اس سے پہلے وہ لہروں کی پناہ میں جاتی کسی نے ایک جھٹکے سے اسے اس ٹرانس سے باہر نکالنے کی کوشش کی تھی۔

"یہ کیا کر رہی تھی تم۔۔۔ تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے۔۔۔ تمہیں پتہ ہے اگر میں ابھی تمہیں نا کھینچتی تو کیا ہوتا۔۔؟" اسے اندر کھینچنے کے بعد آلیکہ نے پوچھا تھا۔

"تو میں ڈوب جاتی۔" وہ ابھی پوری طرح اپنے ہواسوں میں نہیں لوٹی تھی اسی لئے لہروں پر نظریں جمائے کھوئے ہوئے انداز میں بولی تھی۔

"اور پھر اس کے بعد۔۔۔؟"

"اس کے بعد ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں ہوتیں۔" سمندر کو دیکھتے ہوئے وہ خواب سی کیفیت میں بول رہی تھی۔

آلیکہ نے تاسف سے اس کی طرف دیکھا جو ایک لمحے میں اتنی شوخ اور زندہ دل ہوتی کہ لگتا تھا اس سے بڑھ کر کوئی زندگی کو انجوائے نہیں کر سکے گا لیکن پھر اگلے ہی لمحے معلوم نہیں اسے کیا ہو جاتا تھا، کہ وہ اپنی زندگی سے بیزار دیکھائی دینے لگتی تھی۔

"آخر تم خود کو اتنا بے معنی کیوں سمجھتی ہو۔۔۔؟"

آلیکہ کو اس پر ترس آ رہا تھا، وہ زیادہ دیر اس کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی تھی اسی لئے اسے جھنجھوڑتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔ اس کے جھنجھوڑنے پر وہ جیسے ٹرانس سے باہر نکلی پھر نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی جو اسے کندھوں سے تھامے کھڑی تھی۔ خود کو اس سے آزاد کرواتے ہوئے وہ بینچ پر بیٹھ گئی، پھر کہنیوں کو گھٹنوں پہ رکھا ہتھیلیوں پہ چہرہ ٹکائے باہر دیکھنے لگی تھی۔

آلیکہ کشمکش میں مبتلا تھی۔ آیا اسے سوال سمجھ نہیں آیا یا وہ جان بوجھ کر انجان بن رہی تھی۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔" اس کے سامنے والے بینچ پر بیٹھتے ہوئے اس نے سوال دغا جیسے سن کر وہ نظریں سمندر پر ٹکائے لمبی سانس اندر اتارتے ہوئے خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی جس کی حالت کو دیکھتے ہوئے ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ بہت لمبی مسافت طے کر کے آئی ہو۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی تبھی گھنٹی کی آواز نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا، جس کا مطلب تھا وہ لوگ خیریت کے ساتھ اپنی منزل پر پہنچ چکے ہیں۔

kahanifreak.com

کھوزومی، جو سفین اور اینجل جو کہ سیلفی بنانے میں مصروف تھیں سب کو باہر نکلتے دیکھ وہ ان کی طرف چلی آئیں۔

"تم دونوں کا کیا یہیں رکنے کا ارادہ ہے۔" جو سفین کے پوچھنے پر آلیکہ نے اسے گھوری سے نوازا۔

"بکو نہیں۔" اب وہ تینوں ہنس رہی تھیں جبکہ وہ خاموشی سے وہاں سے اٹھ کر آگے چلنے لگی۔

وان چائی اسٹار فیری پیئر پہنچ کر اس کا رخ واش روم کی طرف تھا۔ چہرے کو دھوتے ہوئے اسے اپنی کچھ دیر پہلے کی حرکت یاد آئی تو وہ مزید چھینٹے مارنے لگی، ایسے کرتے ہوئے وہ شاید خود کو ہوش میں لا رہی تھی۔ بار بار ایک ہی خیال اسے کھائے جا رہا تھا کہ اگر آلیکہ وقت پر اسے نا کھینچتی تو شاید وہ اب تک ڈوب چکی ہوتی۔ سمندر کی تیز لہریں اسے اپنے سنگ بہا کر کہیں دور لے جاتیں پھر شاید اس کا نام و نشان بھی نا ملتا۔ یہ خیال اسے سکون نہیں لینے دے رہا تھا۔ وہ صرف لہروں کو دیکھ رہی تھی اس کے بعد وہ کب ان میں کھو گئی اسے معلوم نہ ہو سکا۔ اب اسے پانی سے ڈر لگنے لگا تھا۔ اس کے ہاتھ نل کے نیچے ساکت ہو گئے تھے۔ پھر بے اختیار ہی وہ دو قدم پیچھے ہوئی تھی، اس کے ہاتھ ہٹاتے ہی نل اپنے آپ ہی بند ہو گیا۔ نل سے نظریں ہٹا کر اس نے سامنے لگے شیشے میں اپنا عکس دیکھا پھر سائیڈ پر لگے ٹشو بکس سے ٹشو نکال کر اپنا چہرہ تھپتھپانے کے بعد نم ہاتھوں سے ہی اپنے بالوں کو سہلانے لگی۔ گیلے ٹشو کو کوڑا دان میں پھینکنے کے بعد اس نے آئینے میں اپنے عکس کو دیکھا۔ عکس میں اپنے پیچھے آلیکہ آ کھڑی ہوتی دیکھائی

دی۔اپنی تھوڑی دیر پہلے والی کیفیت کا اثر زائل کرنے کے لئے وہ آلیکہ کے عکس کی طرف دیکھ کر مسکرائی تو بدلے میں اس نے بھی مسکراہٹ پیش کی تھی۔

اس کی مسکراہٹ کو دیکھ کر وہ زور زور سے ہنسنے لگی پھر اس کی طرف مڑی۔

"چلو باہر چلتے ہیں وہ ہمارا انتظار کر رہی ہونگیں۔" آلیکہ کے پاس آتے ہوئے وہ اس کا بازو تھام کر باہر کی جانب بڑھ گئی۔

---------------

وان چائی اسٹار فیری پیئر سے بیس منٹ کی واک کے بعد وہ پانچوں وہاں پہنچ چکی تھیں جہاں کنسرٹ منعقد کیا گیا تھا۔ وہاں پہنچ کر ایک لمبی لائن نے ان کا استقبال کیا تھا۔ وہ پانچوں دل مسوس کر رہ گئیں۔ تقریباً پنتالیس منٹ کے بعد ان کا نمبر آیا تھا۔ اینجل نے پانچوں کے پاسز سیکیورٹی گارڈ کی طرف بڑھائے، پاسز پکڑنے کے بعد سیکیورٹی گارڈ نے ان پانچوں پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی پھر ان پانچوں کی چیکنگ کی گئی۔ چونکہ سب سے پہلے اس کی چیکنگ ہوئی تھی اسی لئے وہ اندر کی جانب بڑھ گئی اور بنا کسی کی طرف دیکھے اسٹیج کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی وہ بھی اس کے پیچھے ہی تھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے پورا گراؤنڈ لوگوں سے بڑھ گیا تھا۔ لوگوں کی اتنی کثیر تعداد دیکھ کر لگتا تھا جیسے پورا ہانگ کانگ ہی یہاں امڈ آیا ہو۔ ارد گرد لوگوں کی کثیر تعداد جمع ہو چکی تھی۔

تقریباً آٹھ بجے ہوسٹ نے گلوکار کے آنے کی اطلاع دی تھی۔اس اطلاع کے ملتے ہی پورا ہال گلوکار کے نام سے گونج اٹھا تھا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا اور آکر اس کے سامنے ٹک گیا۔

"اس کو مزید یہاں رکھنا یہاں کے نظم و ضبط کے خلاف جانے کے مترادف ہے۔"

"ایک موقع دے دیں، آئیندہ میں اس پر کڑی نظر رکھوں گا، یقین کریں آپ کو دوبارہ شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔"

"آخری موقع۔۔۔کرتے کرتے نا جانے اس کو کتنے موقعے دے چکے ہیں اب تو ہمیں بھی ٹھیک طرح یاد نہیں۔"

اس بات پر وہ اپنے ہونٹ بھینچ گیا اور ان کی طرف دیکھنے لگا۔

"دیکھو ہمیں بھی اس کے مستقبل کی فکر ہے۔اسی لئے آج اگر مس حلیمہ یہاں پر آجائیں اور وہ ہمیں یقین دہانی کروائیں تو ہم اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر سکتے ہیں۔"

گلوکار کے نام کی آناؤنسمنٹ کے ساتھ ہی تمام لائٹس بند کر دی گئیں۔اب صرف سپوٹ لائٹ آن تھی جو اسے آتے ہوئے دیکھا رہی تھی۔اس کی جھلک دیکھ کر سب نے اچھلنا شروع کر دیا تھا اور سب گلا پھاڑ کر اس کا نام پکار رہے تھے۔

"مام یہاں نہیں ہیں وہ مکاؤ گئی ہوئی ہیں اور ایک ہفتے سے پہلے تو ان کی واپسی ممکن نہیں۔" اس کے بتانے پر انہوں نے خاموشی سے اس کی طرف دیکھا۔

"ٹھیک ہے پھر آپ اسے لنچ آورز سے پہلے پہلے یہاں بلا لیں، ہم اس کے لئے اسپیشل کورس کا بندوبست کرتے ہیں اگر وہ اس میں پاس ہوتی ہے تو اسے اگلے سمیسٹر میں کلاس میں بیٹھنے کی اجازت مل جائے گی۔ نہیں تو میں آپ سے معذرت خواہ ہوں۔"

------------------

پورے ہال میں صرف گلوکار کے نام کی گردان ہو رہی تھی۔

Cause i can fly---

I can fly---

I can fly---

یہ گاتے ہوئے وہ رسیوں کی مدد سے اوپر سے اڑتا ہوا اسٹیج پر آرہا تھا۔ وہ جیسے جیسے گا رہا تھا سب اس کے ساتھ مل کر ہاتھوں کو ہوا میں بلند کرتے ہوئے جھوم جھوم کر گا رہے تھے۔

وہ اسے فون کر رہا تھا لیکن دوسری طرف کوئی رسپونس نہیں مل رہا تھا۔

وہ ایک کے بعد ایک گانا گا رہا تھا اور وہ سب مل کر اس کا ساتھ دے رہے تھے۔

"آپ کا جو بھی فیصلہ ہو گا مجھے منظور ہے اور میں اسے مام تک بھی پہنچا دوں گا۔" کچھ دیر بعد وہ ان سے مخاطب ہوا تھا جس کے جواب میں وہ گردن ہلاتیں

Good Bye---

کہتیں وہاں سے چلی گئی تھیں۔

گانا گاتے ہوئے وہ ہجوم کے ساتھ اپنا ہاتھ مس کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اور اس کا لمس پا کر لڑکیاں جوش کے مارے پاگل ہو رہی تھیں۔

گیارہ بجے کے بعد اس کی بجائے اس کی ٹیچر سے ملاقات کرنے کے بعد وہ سیدھا آفس چلا آیا کیونکہ اسے سوچنے کے علاوہ اس کے پاس اور بھی کام تھے۔ آفس ٹائم ختم ہونے کے بعد اس نے سب کچھ لوک کیا اور گاڑی گھر کی طرف موڑ دی۔ گاڑی چلاتے ہوئے اسے پرنسپل کی باتیں یاد آ رہی تھیں اور پرنسپل کے چہرے سے اسے خوب اندازہ ہو رہا تھا کہ اب وہ اسے سسپینڈ کر دیں گی۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے زور سے سٹیرنگ پر مکا دے مارا۔

"آخر اس لڑکی کا پرابلم کیا ہے، خود تو خوار ہو رہی ہے ساتھ میں دوسروں کو بھی اپنے پیچھے خوار کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہی۔"

اچانک ایک سکیورٹی گارڈ جو ڈیوٹی پر تعینات تھا وہ چلتا ہوا اینجل کے پاس آیا اور اسے آ کر کچھ کہا جسے سن کر وہ ان سے مخاطب ہوئی۔

"چلو مین سرپرائز کے لئے تیار ہو جاؤ۔" یہ کہنے کے ساتھ ہی وہ اسٹیج پر چڑھ گئی اور اس کے پیچھے ہی وہ چاروں بھی حیران و پریشان اسٹیج پر چڑھنے لگیں۔

اب گانے کے بول چینج ہو چکے تھے۔اس سے پہلے ہوسٹ چیخ رہی تھی۔

Yeah...

Young money...

اور سب کی چیخیں ایک بار پھر شروع ہو گئی تھیں۔

گانا گاتے ہوئے ان کی طرف آیا اور انہیں گھماتے ہوئے آگے بڑھتا جارہا تھا لیکن جب وہ عمارہ کے قریب آیا تو وہ نا محسوس انداز میں پیچھے ہو گئی جس کا نوٹس لئے بغیر وہ دوسری لڑکیوں کی طرف چلا گیا۔

ان کے علاوہ اور بھی لڑکیاں اسٹیج پر کھڑی پاگل ہو رہی تھیں پھر پانچ منٹ کی پرفارمنس کے بعد وہ سب نیچے چلی آئیں۔ڈیڑھ گھنٹے کی پرفارمنس کے بعد گلوکار وہاں سے چلا گیا تو وہ لوگ بھی واپسی کے لئے پر تولنے لگے تو وہ بھی رش سے ہوتے ہوئے وہاں سے نکل کر سمندر کی طرف چلی آئیں۔ سمندر کے پاس ریلنگ کو تھام کر وہ بڑے جوش و خروش کے ساتھ کچھ دیر پہلے ہونے والی تقریب پر تبصرہ کر رہی تھیں۔ان سے اپنی خوشی سنبھالی ہی نہیں جارہی تھی، ابھی بھی اسے بیان کرتے ہوئے ان کی آواز خوشی کے مارے کپکپا رہی تھی۔ تبھی یاد آنے پر اینجل اس کی طرف مڑی تھی جو سمندر کو دیکھ رہی تھی۔

kahanifreak.com

"ایمی جب گلوکار نے تمہاری طرف ہاتھ بڑھایا تھا تو تم پیچھے کیوں ہوئی تھی۔"

"اس نے کونسا فری میں ہمیں وہاں بلایا تھا۔ پانچ لاکھ ڈالر لینے کے بعد ہی وہاں بلایا تھا۔"آلیکہ نے یاد دہانی کروانا لازم سمجھا۔

"لیکن پھر بھی اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، اب دیکھو وہ کتنا برا محسوس کر رہا ہو گا۔"جو سفین نے دکھی لہجے میں کہا تھا۔

"ہاں اسے تو جیسے بڑی پرواہ ہو گی اور بیٹھا میرے بارے میں ہی سوچ رہا ہو گا۔"اس نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"وہ صرف فارمیلٹی نبھا رہا تھا۔۔۔میں ایزی فیل نہیں کر رہی تھی تو میں پیچھے ہو گئی۔ ویسے بھی پتا نہیں کتنی لڑکیوں کو اس نے چھوا ہو گا، اور پھر ایسا ہاتھ میری طرف بڑھے مجھے یہ بالکل پسند نہیں۔"

"اچھا اگر اتنا ہی برا لگا تو یہاں آئی ہی کیوں تھی۔"کھوزومی کو اس کی بات بری لگی تھی۔

"وہ ایک اسٹار ہے اور ایز آ اسٹا مجھے پسند ہے اس سے آگے کچھ نہیں۔۔۔"اس کے دل میں جو تھا اس نے وہ واضح کر دیا تھا۔

"ویسے تو کبھی تم نے بتایا نہیں لیکن آج پتا چل رہا ہے کہ تم اس معاملے میں کافی شدت پسند ہو۔"اینجل جو کافی دیر سے اس کی بات کو غور سے سن رہی تھی اس نے اس کی سوچ کے بارے میں بتایا تو وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"میں سمجھی نہیں۔۔۔ تم کیا کہنا چاہ رہی ہو؟" آنکھوں میں ناسمجھی در آئی، یکدم رکتی ایڑیوں کے بل گھومتے ہوئے اس سے پوچھنے لگی۔

"مطلب تمہارے سامنے ہے۔" اینجل نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا جس پر عمارہ نے ناگواری سے اس کی طرف دیکھا۔

"اچھا چھوڑو ان باتوں کو، پلیز کہیں چل کر کچھ کھا لیتے ہیں۔" آلیکہ نے کلائی پر بندھی گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئی بولی۔ اصل میں وہ عمارہ کے بگڑے ہوئے تاثرات نوٹ کر چکی تھی، اس سے پہلے بحث طول اختیار کرتی اس نے بات کا رخ موڑ دیا تھا۔ اس کے یاد دلانے پر کھوزومی کو بھی بھوک کی شدت کا احساس ہوا تو وہ بھوک بھوک کی صدائیں بلند کرنے لگی تھی۔ اس کی اس حرکت پر وہ مسکرا دی تھیں۔

"چلو پھر چم ساچوئی واپس چلتے ہیں۔ میں پہلے ہی بتا رہی ہوں میں ایم ٹی آر (میٹرو) میں سفر نہیں کروں گی۔ پہلے ہی اتنے گھنٹے کھڑے رہنے کی وجہ سے ٹانگیں شل ہو گئی ہیں۔ اس وقت تو جوش میں کچھ پتا نہیں چلا مگر اب کھڑے ہونا محال ہو رہا ہے۔" جو سفین کے چہرے پہ تھکن اور لہجے میں بیزاریت تھی، سب نے اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

"مہربانی فرما کر سر ہلانے کی بجائے ذرا اپنی ٹانگوں کو بھی حرکت دے دو کیونکہ جس سپیڈ سے تم لوگ چل رہی ہو اسے دیکھ کر لگتا نہیں ہم آج کی تاریخ میں فیری پئیر پہنچیں گے اور اگر پہنچ بھی گئے تو تب تک فیری پئیر بند ہو جائے گا۔"

جلدی جلدی قدم اٹھاتے ہوئے وہ فیری پئیر کے ذریعے چم ساچوئی پہنچی، پیٹ پوجا کرنے کے بعد جب وہ ریستوران سے باہر نکلیں تو ایک طرف اے ٹی ایم مشین دیکھ کر عمارہ کے قدم خود بخود ہی رک گئے۔ اسے رکتا دیکھ وہ چاروں بھی رک گئی تھیں۔

"اینجل اپنا اکاؤنٹ نمبر بتاؤ؟" اینجل کے ساتھ ساتھ ان تینوں نے بھی نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"وہ کس لئے۔؟"

"جو رقم تم نے ہمارے حصہ کی ادا کی تھی اس کے لئے۔"

"بیب۔۔۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے صبح دے دینا۔" اس کی جلد بازی پہ اسے وہ ٹوک گئی لیکن لینے سے انکار نہیں کیا تھا۔

"اچھا! وقت ضائع نہ کرو اور جلدی سے اپنا اکاؤنٹ نمبر بتاؤ۔۔" پھر اے ٹی ایم میں کارڈ ڈالتے ہوئے وہ جلدی سے پاسورڈ لگانے لگی۔ ان تینوں پر ایک بے بس نظر ڈال کر اینجل نے ناچارہ اپنا فون اس کی طرف بڑھا دیا جس میں اس کا اکاؤنٹ نمبر سیو تھا۔ رقم ٹرانسفر کرنے کے بعد اس نے فون اینجل کی طرف بڑھایا کہ تبھی آلیکہ اس کے سامنے آئی تھی۔

"ایمی۔۔۔ تم کب سے ایسی ہو گئی۔"

"کیسی۔۔۔؟"

"جہاں تک میں تمہیں جانتی ہوں تم اتنی جلد باز تو نا تھی۔" اس نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے اس سے پوچھا جو اپنا کارڈ واپس بیگ میں ڈال رہی تھی۔

"اس میں جلد بازی والی کونسی بات ہے، جو کام میں آج کر سکتی ہوں اسے کل پر کیوں چھوڑوں۔ ویسے بھی میرے خیال میں کچھ کاموں کو وقت پر کر لینے سے آپ بہت بری مشکل سے بچ جاتے ہیں۔" آواز میں گہرا پن تھا۔

"سامنے دیکھو کیب آرہی ہے، اسی لئے اب خاموش ہو جاؤ، باقی کی باتیں بعد میں ہو جائیں گی۔" کھوزومی نے سب کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی جس پر وہ خاموش ہو گئیں۔ عمارہ کا گھر نزدیک پڑتا تھا اسی لئے سب سے پہلے اسے ڈراپ کیا گیا۔ کیب سے نیچے اتر کر ان کو گڈ نائٹ بولتے ہوئے وہ آگے بڑھ گئی تھی۔ ایک نظر بند گیٹ پر ڈالتے ہوئے پہلے اس نے لمبی سانس لی اس کے بعد بیگ سے ڈپلیکیٹ چابیاں نکال کر آہستہ سے گیٹ کھولا پھر اندر داخل ہونے کے بعد اسی طرح بغیر آواز پیدا کئے گیٹ بند کر دیا۔ گیٹ بند کرنے کے بعد اس نے ایک نظر سامنے کھڑی عمارت پر ڈالی جس کی خوبصورتی کو رات کی تاریکی بھی ماند نا کر سکی تھی۔ پھر اس نے ارد گرد نگاہ ڈالی، کسی ذی روح کو موجود نا پا کر اس نے سکھ کا سانس لیا تھا۔ سب کے سونے کا یقین کر لینے کے بعد اس کے قدم آہستہ آہستہ رہائشی حصے کی جانب بڑھنے لگے۔ سیڑھیوں کے قریب لائٹ جل رہی تھی۔ پول کے قریب سے گزرتے ہوئے اسے کسی چیز کا شبہ ہوا تو اس نے پلٹ کر اس طرف دیکھا اور وہ ساکت کھڑی رہ گئی۔ جس چیز کا ڈر تھا وہی ہوا۔ پول میں نظر آتے اس کے عکس کو دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے سانس لینا ہی بھول

گئی۔اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ پلٹ کر اس کی طرف دیکھ سکے جو پتا نہیں کب سے اپنی بالکونی میں کھڑا اس کو دیکھ رہا تھا۔چاند کی روشنی میں اس کا عکس پانی میں جھلملا رہا تھا۔

اس کی نظریں اس کے عکس پر ٹکیں لیکن ذہن کے پردے پہ اس کی باتیں لہرا رہی تھیں۔ تبھی اس نے آؤ دیکھا نا تاؤ۔۔۔بھاگ کر پانچوں سٹیپ طے کئے لاؤنج میں سے گزرتی سیدھی اپنے کمرے میں جا بند ہوئی۔کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے وہ اپنی کمر بھی اس کے ساتھ ٹکاتی کچھ دیر اسی حالت میں کھڑی رہی، شاید نہیں یقیناً وہ خود کو کمپوز کر رہی تھی۔اپنی حالت پہ قابو پاتے ہوئے اس نے بیگ کو ایک طرف رکھا اور پھر واش روم میں جا بند ہوئی۔ چینج کرنے کے بعد بیڈ پہ چت لیٹ گئی۔اس وقت وہ کچھ سوچنا نہیں چاہتی تھی،اسے صرف سکون چاہیے تھا اور پھر ساری سوچوں کو جھٹکتے ہوئے کچھ ہی دیر میں وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔

---------------

وہ پر سکون نیند لے رہی تھی کہ تبھی کوئی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی،کچھ دیر تو وہ اس آواز کو نظر انداز کرتی رہی لیکن جب ضبط کا یارا نا رہا تو اس نے آنکھیں کھول کر دروازے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔چونکہ دروازے پر دستک دی جا رہی تھی اور یہ ہی دستک اس کی نیند میں خلل ڈال گئی تھی۔آنکھوں کو مسلتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور جا کر دروازہ کھولا۔ دروازے کی اوٹ سے فیما کا چہرہ دیکھتے ہی چہرے کے تاثرات ذرا ڈھیلے ہوئے۔پھر اگلے ہی لمحے وہ بنا کچھ کہے دوبارہ بستر پہ لیٹ گئی۔

"ایمی ڈارلنگ! تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی۔۔۔دیکھو سات بج رہے ہیں۔" فیما نے اسے دیکھتے ہوئے کہا جو تکیے میں منہ چھپا رہی تھی۔انہیں حیرت بھی ہو رہی تھی کل وہ بنا کہے تیار ہو کر آگئی تھی اور آج اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"فیما۔۔آج میں کہیں نہیں جا رہی، پہلے ہی بہت تھکاوٹ ہو رہی ہے۔"اس نے ویسے ہی لیٹے لیٹے جواب دیا۔

"ایمی اگر یہ ہی حال رہا تو تمہیں بہت جلد اسکول سے نکال دیا جائے گا۔" فیما نے اپنی جانب اسے بڑی خبر دی تھی لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

"ایمی۔۔۔کل رات تم گھر واپس کب آئی تھی۔" فیما کے لہجے میں پریشانی جھلک رہی تھی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ اسے اٹھائے کیسے۔پھر وہ اس کے قریب آتے ہوئے لجاجت سے بولی تھی۔

"ایمی ڈارلنگ اٹھ جاؤ۔۔۔آج تمہارا میوزک کا ایگزیم ہے۔" فیما کے کندھا ہلانے پہ اس نے آنکھیں کھولیں اور پھر کچھ دیر تک تمام باتوں کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔ذہن پہ زور دیا تو یاد آیا۔۔اس کے فرسٹ سمیسٹر کے ایگزیمز شروع ہونے والے ہیں تو وہ جھٹ سے اٹھ بیٹھی۔

"اونو! اتنی دیر ہو گئی، آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں اٹھایا۔"

"میں اٹھا تو رہی تھی لیکن تم تو اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔"

kahanifreak.com

"آپ کو بتانا چاہیے تھا کہ آج میرا ایگزیم ہے۔"

"بتا تو رہی ہوں۔۔۔"

"اچھا ٹھیک ہے پہلے ہی کافی دیر ہو گئی ہے اب آپ ایسا کریں جلدی سے ناشتہ بنا دیں تب تک میں چینج کر کے آتی ہوں۔" جلدی سے اسے آڈر دیتی وہ واش روم میں جا گھسی۔ فیما تاسف سے سر ہلا کر کچن کی طرف چلی گئی۔

فریش ہونے کے بعد اس نے یونیفارم تبدیل کیا اور پھر بیگ کندھے پر ڈال کر باہر چلی آئی۔ وہ سفید کلر کی پولو شرٹ 'جس پر اسکول کے لوگو کے نیچے ڈی ایس سی لکھا ہوا تھا۔ کے ساتھ بلیک کلر کی لیگی کے اوپر بلیک کلر کا اسکرٹ جو گھٹنوں تک آرہا تھا کے ساتھ بلیک کلر کے جو گرز پہنے ہوئے تھی۔ بالوں میں کنگھی کرنے کی زحمت بھی نہیں کی گئی تھی۔ ارادہ یہ ہی تھا کہ سکول جاتے ہوئے انہیں ہاتھوں سے ہی سلجھا لیا جائے گا۔ ڈائنینگ روم میں داخل ہوتے ہوئے وہ بنا کسی کی طرف دیکھے اپنی مخصوص کرسی کو گھسیٹ کر اس پر ٹک گئی۔ لیکن اگلے ہی لمحے کسی اور کی موجودگی کا احساس ہوتے ہی اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ہی آنش کو سلیقے کے ساتھ ناشتہ کرتے ہوئے پایا۔ اسے یوں سامنے پا کر وہ بوکھلائی لیکن جلد ہی سنبھل گئی۔ اس کے سامنے بیٹھ کر وہ کبھی بھی ناشتہ نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن پھر بھی وہ خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی رہی۔ ڈائنینگ ٹیبل لوازمات سے پر تھی۔ اس نے بے بسی سے ایک ٹوسٹ اٹھا کر اپنی پلیٹ میں رکھا اور پھر اس کے چھوٹے چھوٹے نوالے حلق سے نیچے اتارنے لگی۔ ناشتہ

kahanifreak.com

کرتے ہوئے اس کی نظریں اس کی پلیٹ پہ ہی ٹکی ہوئی تھیں جو چھری اور کانٹے کی مدد سے کھانے میں مصروف تھا۔ وائٹ شرٹ بلیک پینٹ میں ملبوس نفاست سے شرٹ کے بازوؤں کو فولڈ کیا گیا تھا۔ ہلکے بھورے بال جیل سے سیٹ کئے گئے وہ آفس جانے کو تیار لگ رہا تھا لیکن اتنی صبح۔۔۔اس نے سوچا۔

"ہنہ۔۔۔ماں باپ کی فرمانبردار اولاد۔" وہ اپنی سوچ پہ کڑھ کر رہ گئی۔

کانٹے کی مدد سے پیس کو منہ میں رکھتے ہوئے نیلی آنکھیں گرے آنکھوں سے ٹکرائی۔۔۔ بیضوی چہرہ پل میں سرخ ہوا، سٹپٹاتے ہوئے وہ اپنی نظروں کا زاویہ بدل گئی۔ اس کی اس حرکت پہ سامنے بیٹھے شخص نے چھری اور کانٹے کو پلیٹ میں رکھا، ان کی آواز اتنی تو تھی ہی کہ اسے ایک دفعہ پھر اس کی طرف دیکھنے پہ مجبور کر گئی۔ ہاتھوں کو میز پہ ہی رکھے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے غور سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے اس طرح ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پہ اسے اپنے گرد خطرے کی گھنٹیاں سنائی دینے لگیں۔ اس نے جلدی سے آخری نوالہ چبا کر گلاس میں موجود مشروب کو اپنے اندر انڈھیلا۔ کرسی کو پیچھے کی طرف کھسکایا اور اپنے بیگ کو اٹھا کر وہاں سے جانے لگی کہ "رکو" کی آواز اس کے قدم فریز کر گئی۔ وہ رک تو گئی لیکن اس کی طرف مڑی نہیں۔

"اپنی جگہ پہ آکر بیٹھو۔" اسے اپنی جگہ پہ جمے دیکھ کر اس نے درشت لہجے میں کہا۔ چار و ناچار وہ دوبارہ کرسی پہ بیٹھ گئی، لیکن بیٹھنے کا انداز ایسا تھا جیسے کسی بھی لمحے وہ وہاں سے بھاگ جائے گی۔

kahanifreak.com

"دراصل آج میرا ایگزیم ہے تو ابھی مجھے جانے دیں۔ آپ کے ساتھ میں میٹنگ شام کو رکھ لیتی ہوں۔

ٹھیک ہے پھر میں چلتی ہوں۔" اپنی بات کے جواب میں اسے خاموش پاکر وہ اٹھ گئی ابھی دو ہی قدم اٹھائے تھے کہ اس کی آواز پہ اسے رکنا پڑا۔

"کل میں نے کیا کہا تھا؟" وہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے چلتا ہوا اس کے قریب آکر گویا ہوا، اس کا لہجہ شدید برہمی لئے ہوئے تھا۔ اس کی غصیلی آواز کانوں میں پڑتے ہی نا صرف اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں بلکہ اسے اپنی اور اس کی کل والی گفتگو بھی یاد آنے لگی تھی۔

"مام آج فارغ نہیں، اس لئے ان کی جگہ میں آرہا ہوں۔"

"ٹھیک گیارہ بجے مجھ سے ملنا، اس سے اوپر ایک بھی منٹ میں برداشت نہیں کروں گا۔"

دماغ پہ زور ڈالتے ہی اسے ایک ایک لفظ یاد آنے لگا، اور پھر وہ آنکھیں بند کئے اس مشکل سے نکلنے کا کوئی حل سوچنے لگی۔ اگلے ہی لمحے اس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا جس پہ متفق ہوتے ہوئے وہ آنکھیں کھول کر اس کی طرف پلٹی جو سپاٹ چہرہ لئے اسے ہی دیکھ رہا تھا، گویا اپنے جواب کا منتظر ہو۔

"کل جب تمہاری کال آئی تب میں نیند میں تھی اس لئے دھیان سے تمہاری بات سن نہ سکی، لیکن کال بند ہونے کے بعد میں نے تمہاری باتیں سمجھنے کی کوشش کی تھی ابھی میں ایسا کر ہی

رہی تھی کہ میری دوست کی کال آگئی، دوسری طرف سے ملنے والی خبر پر میں پریشان ہو گئی، اور اسی پریشانی میں میں تمہاری کال کو بھول گئی۔" تیزی سے بات مکمل کرتے ہوئے اس نے ایک نگاہ اس پہ ڈالی جو سپاٹ چہرہ لئے اس کی بات سن رہا تھا۔ خاموشی سے اپنی بات سننے پہ وہ مزید گویا ہوئی۔

"اصل میں میری ایک دوست ہوسپیٹلائز تھی، وہ بہت بیمار تھی اسی لئے کل میں اس کی عیادت کے لئے چلی گئی۔" اس کے روانی سے جھوٹ بولنے پہ سامنے کھڑے شخص نے اپنی مٹھیاں بھینچ لی۔ پھر بنا کچھ بولے وہ ڈائینگ ٹیبل تک گیا پھر اس پہ رکھے اپنے آئی پیڈ کو اٹھایا۔ ٹک ٹک کی آواز ابھری۔ کچھ سرچ کرنے کے بعد اس کو اس کی طرف بڑھا دیا۔

"لگتا ہے تمہاری بیمار دوست کچھ زیادہ ہی مشہور ہے اسی لئے کل تمہارے ساتھ ساتھ میڈیا بھی اس کی عیادت کے لئے چلا گیا اور نا صرف عیادت کر کے آیا ہے بلکہ پوری شان کے ساتھ اس کی علالت کو اپنے نیوز پیپر پر شائع بھی کر چکا ہے۔" عمارہ پر نظریں ٹکائے اس نے ہر لفظ کو چبا چبا کر ادا کیا تھا۔

"میرے کنسرٹ پہ جانے کا سن کر یہ اتنا آگ بگولا ہو رہا ہے تو اگر ہٹلر کو پتا چل گیا پھر تو۔۔۔۔" اس سے آگے وہ کچھ سوچ ہی نہیں سکی۔

"میں تمہیں بتا چکی ہوں میں اپنی دوست کی عیادت کے لئے ہی گئی تھی۔۔ میرا ان سب سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔" وہ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اس کے دیکھائے گئے ثبوت کو مسترد کر رہی

تھی،اور اس کی یہ ہی ڈھٹائی اس کی ضبط کی تنابیں توڑ گئی پھر وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا۔اسے یوں اپنی جانب آتا دیکھ وہ دو قدم پیچھے ہوئی،ایسا کرنے سے اس کے ہاتھ میں پکڑا آئی پیڈ زمین بوس ہو گیا۔آئی پیڈ کو گرتا دیکھ وہ وہیں رک گیا۔عمارہ خود سکتے میں تھی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیسے وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا،آئی پیڈ سے نظریں ہٹا کر اس نے سامنے دیکھا جہاں وہ خونخوار نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔

---------------

اس سے پہلے وہ اس تک پہنچتا وہ وہاں سے بھاگی،شوفر کو جلدی سے گاڑی اسٹارٹ کرنے کا کہہ کر پچھلی سیٹ پہ بیٹھ گئی۔وہ تو پہلے ہی منتظر تھا،حکم ملتے ہی گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے سکول کی طرف گامزن ہو گیا۔

پیچھے وہ لب بھینچے اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا،اس کے نظروں سے محو ہو جانے کے بعد اس نے ایک نظر فرش پہ گرے آئی پیڈ پہ ڈالی اور پھر جھک کر اسے اٹھایا،اس کی اسکرین پہ نظر پڑتے ماتھے پہ لکیر ابھری۔آئی پیڈ نیچے گرنے کی وجہ سے اس کی اسکرین متاثر ہوئی تھی۔اسکرین پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے بڑی مشکل سے اپنے اشتعال پہ قابو پایا پھر میز پہ رکھی فائل کو اٹھا کر فیما کی طرف مڑا۔

"فیما! یہ فائل ڈیڈ کو دے دینا، میں یہ کام خود کر لیتا لیکن پہلے ہی میرا بہت وقت ضائع ہو گیا ہے۔۔۔" یہ کہتے ہوئے اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ایک نظر دروازے پہ ڈالی جہاں سے ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ بھاگی تھی۔

"تم آفس نہیں جا رہے۔" فیما کے پوچھنے پر وہ ان کی طرف متوجہ ہوا۔

"نہیں۔۔" کچھ پل رکا۔ "میں کسی کام سے باہر جا رہا ہوں۔" فائل ان کی طرف بڑھا کر اس نے کلائی میں پہنی گھڑی پہ ایک نظر ڈالی۔ کچھ یاد آنے پہ بولا۔

"ڈیڈ پوچھیں تو بتا دینا میں آج آفس نہیں آ پاؤں گا اور فیما۔۔۔ یہ فائل بہت خاص ہے، پلیز اسے یاد سے ڈیڈ کو دے دینا۔"

"بائے۔" فیما کے اثبات میں سر ہلانے پہ وہ لاؤنج کا دروازہ عبور کر گیا۔ پیچھے وہ ان دونوں کی کچھ دیر پہلے والی حرکتیں یاد کرتے ہوئے تاسف سے سر ہلانے لگی، پھر فائل کو میز پہ رکھ کر وہ برتن سمیٹنے لگی۔

--------------

"ماریہ بیٹا اٹھو۔۔۔ کچھ ہی دیر میں پلین لینڈ ہونے والا ہے۔" برٹش ائیرویز کچھ ہی دیر میں ہانگ کانگ کی سرزمین کو چھونے ہی والا تھا، وہ کافی دیر سے اپنی بیٹی کو اٹھا رہی تھیں جو اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"ابھی تو کافی ٹائم ہے اٹھ جاتی ہوں مام۔" بلینکٹ سے سر باہر نکال کر اس نے سامنے لگی اسکرین کی طرف دیکھا جہاں وقت کے ساتھ باہر کا ٹمپریچر، اونچائی اور فاصلہ بھی دیکھا یا جا رہا تھا۔ وہ پھر سے آنکھیں موند گئی، لیکن اگلے ہی لمحے ایک دھچکے کے ساتھ جہاز ہوا سے ناطہ توڑ کر زمین پہ دوڑنے لگا، یہ جھٹکا کارآمد ثابت ہوا تھا۔ ماریہ نے اپنی آنکھیں پھٹ سے کھول کر ونڈو کی طرف دیکھا جہاں جہاز کی اسپیڈ کم سے کم تر ہوتی جا رہی تھی۔ صد شکر انہوں نے پہلے ہی اس کا سیٹ بیلٹ باندھ دیا تھا ورنہ ایک دم لگنے والے جھٹکے سے اسے چوٹ بھی لگ سکتی تھی۔ وہ جلدی سے اپنی ٹانگیں سیدھی کرتے ہوئے اپنے شوز ڈھونڈنے لگی۔ پاؤں سے شوز کو اپنے قریب کھسکاتے ہوئے اسے نے جھک کر شوز پہنے، بال جو کہ سونے کی وجہ سے بکھر گئے تھے انہیں ہاتھ سے درست کرتے ہوئے کلائی میں پہنے بینڈ میں قید کیا۔ اس سب کے بعد اس نے اپنی ماں کی طرف دیکھا جس کی نظریں اس کے سلکی بالوں میں ہی اٹکی ہوئی تھیں۔

"آئی ایم سوری مام، مجھے اندازہ ہی نہیں تھا کہ ہم لینڈ کرنے والے ہیں۔" اس سے معذرت کرتے ہوئے اپنے بازو ان کے گلے میں حمائل کر دیئے، اور اس کی اس ادا پہ انہوں نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے ساتھ بھینچ لیا تھا۔

کچھ ہی دیر میں سب مسافر اپنا اپنا سامان نکال کر باہر کی طرف جا رہے تھے۔ سیٹ بیلٹ کھولنے کے بعد ماریہ نے پچھلی سیٹ پر نگاہ ڈالی جہاں اس کا چھوٹا بھائی سیٹ بیلٹ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا پاس ہی اس کا دوسرا بھائی اس کی مدد کے لئے کھڑا تھا لیکن چھوٹا خان اس وقت مدد لینے

کے موڈ میں نہیں تھا۔ان کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر وہ سیٹ کے اوپر لگے کیبن میں سے اپناسامان نکالنے لگی۔

"ماریہ۔۔ڈیڈیا بھائی نکال دیتے ہیں۔" اسے یوں ایڑھیاں اٹھائے سامان نکالتے دیکھ کر انہوں نے روکا تھا۔

"وہ بھی ٹھیک ہے، لیکن کیا یہ ٹھیک نہیں کہ میں اپنا کام خود کروں۔" بیگ نکالتے ہوئے اس نے کہا تو وہ بس مسکرادیں۔ایمیگریشن کلئیر کرنے کے بعد تھوڑا آگے چل کر ایک بڑی سی اسکرین پر فلائٹ کے ناموں کے ساتھ ان کے نمبر بھی درج کیئے گئے تھے۔انہیں بس اپنا فلائٹ نمبر ڈھونڈنے کے بعد گیٹ نمبر ڈھونڈنا تھا پھر وہاں سے اپنا سامان کلیکٹ کرنا تھا۔

"میرے خیال میں آپ تینوں جا کر بیٹھ جائیں، تب تک ہم دونوں سامان لے کر آتے ہیں۔" بہروز نے احراز کو اپنے پاس رکنے کا بول کر انہیں بیٹھنے کا کہا تو وہ ان دونوں کو لے کر تھوڑی دور رکھی کرسیوں کی طرف بڑھ گئیں۔

"مام۔۔۔"

"ہوں۔۔" ماریہ کے پکارنے پہ وہ اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"میں واش روم جارہی ہوں۔" اپنا بیگ اس کے پاس والی کرسی پہ رکھتے ہوئے وہ واش روم کی طرف بڑھ گئی تو وہ اپنے چھوٹے بیٹے کے گرد بازو حمائل کرتی اس سے باتیں کرنے لگیں۔

kahanifreak.com

"تھک گئے ہو۔" اس کے پوچھنے پہ وہ گردن اثبات میں ہلاتے ہوئے اپنا سر اس کے کندھے کے ساتھ ٹکا گیا۔

"فکر مت کرو، ہم جلد ہی گھر پہنچ جائے گے۔" اس کے پیار کرنے پہ وہ اپنی آنکھیں موند گیا۔ اس کی طرف سے نظریں ہٹا کر وہ سامنے دیکھنے لگیں تبھی اس کی نظریں ٹھٹکی۔ آنکھوں میں حیرت در آئی۔ سامنے سے آنے والے جوڑے پہ اٹکی آنکھوں میں نارسائی کا دکھ جھلکنے لگا۔ شاید دونوں میاں بیوی تھے۔ اس شخص نے سامان والی ٹرالی پکڑی ہوئی تھی، اس کے ساتھ چلتی ہوئی عورت اس کی بانہوں میں بانہیں ڈالے اس کی بات پہ مسکرا رہی تھی۔ بے اختیار ہی ان کا ہاتھ اپنے پلو کی طرف گیا جس سے منہ ڈھانپنے کے بعد وہ سر بھی جھکا گئیں۔ وہ دونوں اس کے پاس سے گزرے، تبھی اس عورت نے مسکراتے ہوئے کسی بات پر اپنے ساتھ چلتے شخص کے بازو پہ چپٹ رسید کی تھی، جس پہ وہ کھلکھلا کر مسکرایا تھا۔ اور اس دوران وہ کچھ دیر تک وہیں رکے رہے۔ اس کی نظریں دونوں کے پاؤں پہ اٹکی ہوئی تھیں۔ وہ شخص تھری پیس کے ساتھ بلیک شوز پہنے ہوئے تھا اور اس کے ساتھ کھلکھلاتی ہوئی عورت نے بلیک سلیو لیس گاؤن پہنا تھا۔ سفید پاؤں بلیک کلر کی نازک سی سینڈل میں قید تھے۔ پھر وہ دونوں یونہی مسکراتے ہوئے آگے چلے گئے۔ ان کے جانے کا یقین کر لینے کے بعد اس نے اپنا کب کا جھکا سر اٹھایا تو نظر سامنے سے آتے اپنے شوہر اور بیٹے پہ پڑی جو ٹرالی میں سامان لئے آ رہے تھے۔ اسی وقت ماریہ بھی وہاں چلی آئی۔ ان سے ہوتے ہوئے نظر ساتھ بیٹھے بیٹے پہ پڑی تو اسی لمحے کسی

اور کی یاد نے دل میں شدت سے سر ابھارا تھا، دل میں ہوتی ٹیس کو نظر انداز کئے اس نے انس کے گرد اپنے بازو ہٹائے فریش ہونے کا بول کر واش روم کی طرف قدم بڑھا دیئے۔

واش روم میں آتے ہی کب کے رکے ہوئے آنسو خود بخود ہی بہنے لگے، وہ بار بار گالوں کو تھپتھپا رہی تھی لیکن آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ آنسوؤں کے ساتھ ساتھ سینے میں اٹھتی تکلیف انہیں اور بے چین کئے دے رہی تھی۔ وہ تو سوچتی تھیں وہ سب کچھ بھلا چکی ہیں لیکن آج اتنے سالوں بعد اس پہ اس بات کا ادراک ہوا تھا کہ وہ ابھی بھی وہیں کھڑی تھیں۔ کوئی بھی چیز انہیں آگے نہیں بڑھا پائی تھی، ان کی تکلیف بھی پہلے روز کی طرح ہی تھی۔ وقت اور حالات اس میں ذرہ برابر بھی کمی نالا پائے تھے۔ آج اتنے سالوں بعد یہاں قدم رکھنے پہ اس کو معلوم ہوا کہ کچھ زخم روز اول کی طرح جوں کے توں موجود تھے۔ ان سے ابھی بھی خون رس رہا تھا۔ وقت کا پانی انہیں دھو نہیں پایا تھا یا پھر۔۔۔ یا پھر اس نے خود ہی لاپرواہی سے کام لیا تھا۔ بڑی مشکل سے خود پہ قابو پانے کے بعد اس نے سامنے لگے آئینے میں اپنے عکس کو دیکھا۔

"کیا وہ دو غلی تھی؟۔۔۔" یہ سوال دل میں آتے ہی وہ فوراً انکار میں گردن ہلا گئی۔ ایک نظر بہتے ہوئے آنسوؤں پہ ڈالی اور اگلے ہی لمحے بڑی بے دردی سے انہیں صاف کیا۔ پانی کے چھینٹے مارنے کے ساتھ وہ خود کو نارمل کرنے کی کوشش بھی کرنے لگی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ اپنی حالت پہ قابو پانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ ذہن میں اپنے شوہر اور بچوں کے مسکراتے ہوئے چہرے آئے تو وہ بے اختیار ہی خود کو ڈانٹنے لگی۔ اس سب میں ان کا تو کوئی قصور نہیں تھا تو پھر وہ

انہیں سزا کیوں دے، اس سوچ کے آتے ہی وہ پھیکی سی مسکان ہونٹوں پر سجا کر باہر چلی آئی، جہاں وہ دونوں اپنے چھوٹے بھائی کو تنگ کرنے میں مصروف تھے، اور ماں کو سامنے پا کر وہ فوراً اس کی طرف لپکا تھا۔

"مام ان کو سمجھا دیں میں بچہ نہیں ہوں، اسی لئے مجھے تنگ کرنا بند کریں۔" اس نے اپنی کانچ سی سبز آنکھیں ان پر ٹکاتے ہوئے کہا تو اس نے اسے گود میں اٹھا لیا پھر اس کے پھولے ہوئے گالوں پہ پیار کرتے ہوئے مصنوعی ناراضگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی۔

"میری بیٹے کو تنگ مت کیا کرو، ورنہ بہت بری طرح پٹو گے۔" ماں کی سپورٹ ملتے ہی وہ خوشی سے کھل اٹھا تھا۔

"ماریہ۔۔۔ ابھی یہ ہمیں کہہ رہا تھا میں بچہ نہیں ہوں لیکن ساتھ ہی مام کی گود میں چڑھا ہوا ہے، تو اسے میں کیا سمجھوں۔" ماریہ سے کہتے ہوئے احراز نے اس کے بال بگاڑ دیئے جس پہ اس کے سرخ گال پھر سے پھول گئے تھے۔

"اپنے مام، ڈیڈ کے لئے میں بچہ ہی ہوں لیکن آپ سب کے لئے میں اب بڑا ہو چکا ہوں۔" اس کی اس بات پہ سب کھلکھلا کر ہنس دیئے تھے۔ ان کے قدم آرائیونگ ایریا کی جانب تھے۔

"ڈیڈ ہمیں کون لینے آ رہا ہے۔"

kahanifreak.com

"بھائی جان کا فون آیا تھا کہہ رہے تھے یا تو وہ خود آئیں گے یا پھر طہٰ کو بھیج دیں گے۔" ہال سے نکلتے ہوئے وہ بتا رہا تھا سامنے ہی طہٰ کو اپنا منتظر پایا۔ سب سے ملنے کے بعد وہ لوگ ائیر پورٹ سے باہر نکل آئے، تھوڑی ہی دیر بعد طہٰ گاڑی کو ان کے قریب لے آیا تھا۔ پھر ہلکی پھلکی باتوں کے دوران گھر تک کا فاصلہ طے کیا گیا۔

--------------

اسکول پہنچنے تک وہ بار بار پیچھے دیکھ رہی تھی، اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ غصے میں اس کے پیچھے ہی نا چلا آئے۔ لیکن اپنے پیچھے نا پا کر اس نے سکون کا سانس لیا۔ شیشے کے بھاری دروازے کو دھکیل کر اندر داخل ہوتے ہوئے وہ اپنے اندر سکون کی لہر اٹھتی محسوس کر رہی تھی۔ یہ لہر اسکول سے محبت کی نہیں بلکہ اس سے پیچھے چھڑا لینے کی تھی کسی احساس کے تحت اس نے ڈرتے ہوئے پلٹ کر دیکھا تو اسٹوڈنٹس کو دیکھ کر اس نے شکر ادا کیا اور سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ باقی اسٹوڈنٹس سیڑھیوں کے اطراف بنی ریلنگ کے ساتھ والی دیوار کے ساتھ اپنا اکٹوپس سوائپ کر رہے تھے۔

"تمہاری سیٹ یہاں نہیں بلکہ ڈی سی روم میں ہے، فوراً ڈی سی روم جاؤ۔" چینی نقوش آنکھوں پہ موٹے گلاسز پہنے اس کی کلاس ٹیچر اس کو جانے کیا کہہ رہی تھی۔ اس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ کھوزومی کے ہونٹوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

"مے آئی نو، وائے؟" اپنی سیٹ سے کھڑی ہو کر اس نے سوالیہ نظروں سے ٹیچر کی طرف دیکھا۔

"وائے نوٹ۔۔۔پوچھو۔۔۔ضرور پوچھو لیکن یہاں نہیں۔۔۔ڈی سی روم (ڈسپلن روم) میں جا کر۔اور اس بات کا جواب مسٹر یونگ (ڈی سی ٹیچر) اچھی طرح سے دیں گے۔" عمارہ پہ نظریں ٹکائے وہ بڑی سنجیدگی سے کہہ رہ تھیں۔

"اس سے پہلے مسٹر یونگ یہاں آئیں، تم اپنا بیگ اٹھاؤ اور ڈی سی روم میں چلی جاؤ۔ تم یہ بات اچھے سے جانتی ہو کہ اگر وہ یہاں آئے تو ہر قسم کے نتائج کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔"

ٹیچر کی بات کو سنتے ہوئے اس نے غصے سے اپنا بیگ اٹھایا پھر ٹیبل کو ٹھوکر مارتے ہوئے وہاں سے چلی گئی، لیکن جاتے ہوئے دروازے کو زور سے بند کرنا نہیں بھولی تھی۔اس کی اس حرکت پہ پاس بیٹھے اسٹوڈنٹس بے ساختہ اچھل کر رہ گئے تھے۔اس کی غیر اخلاقی حرکت پر ٹیچر "چھی سی نا" (بیوقوف) بڑبڑا کر رہ گئیں پھر گرین بک پہ اس کی یہ کاروائی لکھنے کے بعد اسٹوڈنٹس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

--------------

وہ ڈی سی روم کے باہر کشمکش میں مبتلا کھڑی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد ڈی سی روم کا دروازہ کھلا اور باہر آنے والا۔۔۔اور کوئی نہیں مسٹر یونگ خود تھا۔وہ اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف باندھے، چہرے پر کرختگی لئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"مس عمارہ خان۔۔۔ کیا تمہیں کسی نے بتایا ہے کہ یہ دروازہ خود با خود کھلتا ہے یا پھر تم اس انتظار میں تھی کہ تمہیں دیکھ کر یہ خود ہی وا ہو جائے گا۔" مسٹر یو نگ اپنے اصولوں کی وجہ سے پورے سکول میں مشہور تھا۔ وہ اتنے سٹرکٹ تھے کہ طالب علم تو طالب علم اساتذہ بھی ان سے ڈرتے تھے۔ وہ بھی تو ایک طالب علم تھی، چاہے وہ جتنی مرضی تیز طراری کا مظاہرہ کیوں نا کر لیتی پر یہاں آکر اس کی ساری تیزی بھاپ کی طرح اڑ جاتی۔ بذات خود اس کا ماننا تھا کہ اس جگہ سے اسے جتنا ڈر لگتا اتنا کسی سے نہیں لگتا۔ مسٹر یو نگ کی شکل تو اچھی تھی لیکن ہما وقت چہرے پہ چھائے رہنے والی کرختگی سامنے والے کا سانس اٹکائے رکھتی اور اس کی انتہا درجے کی سنجیدگی اس کا بھی خون خشک کر دیتی تھی۔ اور ہمیشہ کی طرح اسے سامنے کھڑا پا کر وہ حواس باختہ ہو گئی تھی۔ بجائے اس کے کہ وہ دروازہ ناک کر کے اس سے اجازت مانگ کر اسکے سامنے کھڑی ہوتی وہ خود اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔ اس بات کا ایک ہی مطلب تھا" ڈیٹنشن میں اضافہ " یہ خیال اس کے پورے دماغ پر حاوی ہو کر سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیت مفلوج کر گیا تھا۔

"اب تمہارا یہیں کھڑے رہنے کا ارادہ ہے یا اندر تشریف لاؤ گی۔" اپنے پہلے سوال کا جواب نا پا کر ان کے لہجے میں سختی بڑھ گئی پھر وہ بنا اس کی طرف دیکھے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے ہی وہ سست روی سے چلتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ اپنی کرسی پہ بیٹھ کر اس نے سامنے پڑی فائل کھولی۔۔۔ تب تک وہ بھی انگلیاں مڑورتے ہوئے ان کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"کیا تم یہ بتانا پسند کروگی پی ٹی اے (پیرنٹس ٹیچر ایسوسیشن) پہ تمہارے پرینٹس کو مدعو کیا گیا تھا تو وہ کیوں نہیں آئے۔" اس کے پوچھنے پہ اس نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے پھر مدھم آواز بولی۔

"They are no more."

"لیکن تمہاری گارڈین تو زندہ ہے وہ کیوں نہیں آئے۔" سنجیدہ لہجہ طنز سے بھرپور تھا۔ وہ ہر بات جانتا تھا۔ اس سے سوال کرتا وہ اس کی طرف دیکھنے لگا جو ہاتھوں کو مڑورتی ہونٹ بھینچے ہوئے کھڑی تھی۔

"تمہاری گارڈین کیوں نہیں آئی تھی۔" دوبارہ پوچھتے ہوئے وہ زور سے میز پہ ہاتھ مارتا ہوا چلایا۔ وہ ڈر کے اچھلی اسی طرح جیسے تھوڑی دیر پہلے کلاس روم کا دروازہ زور سے بند کرنے پہ اس کے کلاس میٹس اچھلے تھے۔ اس کے غصے سے دیکھنے پہ وہ تیزی سے بولنا شروع ہوئی کیونکہ اگر وہ مزید خاموش رہتی تو اس کا رویہ مزید درشت ہو جاتا۔

"وہ اپنے کام میں مصروف تھی اسی لئے نہیں آسکی۔"

"مس عمارہ کیا تم جانتی ہو کہ تمہارا جھوٹ تمہیں کتنی بڑی پرابلم میں ڈال سکتا ہے۔ تمہاری پوری زندگی کا دارومدار تمہارے ایک ایک حرف کے اوپر ہے۔ تمہارا اٹھایا گیا ایک غلط قدم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمہاری زندگی کو خساروں کی نظر کر سکتا ہے۔ سمجھ رہی ہو نا تم۔۔۔۔"

kahanifreak.com

وہ سخت گیر استاد کی طرح چلا کر پوچھ رہا تھا اس کے پیشے کے لحاظ سے یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی۔

"اب اگر مجھے تمہاری باتوں سے جھوٹ کی ذرا سی بھی رمق دیکھائی دی تو تمہیں امتحان دینے کا موقع دیئے بغیر ہی سکول سے خارج کر دیا جائے گا۔"

"سمجھ گئی۔"

"جی۔۔" اب کی بار وہ تھوڑی ہمت کر کے بولی تھی۔

"کیا تم نے انہیں انفارم کیا تھا۔"

"نہیں۔۔۔" بولنے کے ساتھ ہی نفی میں گردن ہلائی گئی۔

"اور جب کل انہیں ٹائم دیا گیا تھا تو کیا تم اس کے بارے میں جانتی تھیں۔" وہ اپنے ازلی سخت انداز میں اس سے استفسار کر رہے تھے۔

"جانتی تھی۔"

"اس کے باوجود تم کل سکول سے غائب رہی۔ کیا میں کل سکول نہ آنے کی وجہ جان سکتا ہوں۔" اس کی زبان تالو سے جا چپکی۔

"کیا میں۔۔۔ جان۔۔۔ سکتا۔۔۔ ہوں۔۔۔ کل تم۔۔۔ غیر۔۔۔ حاضر۔۔۔ کیوں۔۔۔ ہوئی۔۔۔ تھی۔" ایک ایک لفظ پر زور ڈالتا ہوا وہ اس کی طرف دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔

kahanifreak.com

"میری طبعیت ٹھیک نہیں تھی۔" اس نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔

"اوکے تو پھر کہاں ہے سیک لیو؟ کیا میں دیکھ سکتا ہوں۔" ایک بار پھر اسے خاموش دیکھ کر وہ کینٹونیز میں بولا۔

"ای سن پین گا چی۔۔۔" اپنی پہلی ہی بات کو کینٹونیز (چائنیز) میں دھرایا۔ مسٹر یونگ جب کینٹونیز میں عام سی بات بھی کرتا تو ایسا لگتا جیسے وہ غصہ میں بول رہا ہے جبکہ اب کی بار تو وہ غصے سے دھاڑ رہا تھا جس سے وہ اور بھی گھبرا گئی تھی۔

"مس عمارہ! اگر تم بیمار تھی تو ڈاکٹر کی سک لیو کہاں ہے؟"

"میں ڈاکٹر کے پاس نہیں گئی تھی۔"

"مس عمارہ! میں نے آج تک تم سے زیادہ ڈھیٹ اسٹوڈنٹ نہیں دیکھا، تم میرا ضبط آزما رہی ہو۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا، تمہارا ایک غلط اسٹیٹمنٹ تمہاری پوری زندگی کو خسارے میں ڈال سکتا ہے۔ اور میرے خیال میں تم نے بجائے اس کے میری بات کو دھیان سے سنتی، رسک لینا بہتر سمجھا اور میں تمہیں بتاتا چلوں کہ تم نے جو رسک لیا ہے اس میں بہت بری طرح ہاری ہو۔" اس کی بات پہ اس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"اب تمہیں مزید یہاں رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پچھلے تمام ریکارڈ کے ساتھ اور جو تم نے اب غلط اسٹیٹمنٹ دیا ہے اس سب کی بنا پہ تمہیں سکول سے کک آؤٹ کیا جاتا ہے۔" اس کے منہ سے ادا ہونے والے اس جملے پہ وہ سکتے میں چلی گئی۔

"لیکن۔۔۔۔"ان کے لیکن پر امید کی ایک کرن اسے دیکھائی دینے لگی تھی۔

"چونکہ ہم نہیں چاہتے تمہارا یہ سال ضائع ہو اسی لئے تمہیں ایگزیم دینے کی اجازت دی جاتی ہے۔وہ بھی اس صورت میں کہ تمہارے تمام امتحانات یہیں پر ہونگیں اور تمہیں اس جگہ کے علاوہ کہیں پہ جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔اگر تم امتحانات میں خود کو پروف کرتی ہو تو تمہاری ایورج کے حساب سے کسی دوسرے سکول میں جگہ ملے گی۔یا پھر ہم تمہارے گارڈین کے ساتھ مشورہ کریں گے کہ وہ تمہارے لئے کونسا سکول بہتر سمجھتی ہیں۔ان کا منتخب کیا گیا سکول اگر تمہارے ریکارڈ کو دیکھتے ہوئے تمہیں ایڈمیشن دے گا تو ہم تمہاری مدد ضرور کریں گے۔

لیکن ایک بات کلئیر کرنا چاہتا ہوں اور تم سے بھی گزارش ہے اچھی طرح اس بات کو ذہن نشین کر لینا۔"اپنے سامنے کھلی فائل کی ورق گردانی کرتے ہوئے وہ بتا رہا تھا،اور ساتھ ہی اس کی طرف دیکھا جو اپنے ہونٹ کاٹنے میں مصروف تھی۔

"چاہے تم کسی کی بھی سفارش لے آؤ تمہیں مزید یہاں جگہ نہیں ملے گی،اس لئے اب تمہارے پاس ایک آخری چانس یہ ہے کہ ایگزیمز میں اچھی پرسنٹیج لو تاکہ کوئی دوسرا اسکول تمہیں ایڈمیشن دینے کے لئے تیار ہو جائے۔

اس بات کو بھی ذہن نشین کر لو اب تم ہائی اسکول کی جونئیر سیشن میں نہیں بلکہ سینئیر سیشن میں ہو جو کہ اگلے سال گریجویٹ ہو کر یونیورسٹی ایڈمیشن لے سکتے ہیں۔اور۔۔۔"وہ رکا"

تمہاری عمر کے مطابق اب تم ہائی اسکول سے گریجویٹ ہو کر یونیورسٹی میں ہوتی۔۔۔میرے خیال سے ہائی اسکول میں پڑھنا تمہیں زیادہ پسند ہے۔"اس کے طنز پہ اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔

"اینی کویسچین۔۔۔"اپنی بات مکمل کرنے کے بعد کمپیوٹر پہ کچھ ٹائپ کرتے ہوئے اس نے پوچھا تو جواب میں وہ خاموش ہی رہی، جس پہ وہ پھر سے چلایا۔

"کوئی سوال۔۔۔۔"

"نو۔۔۔"

"گڈ۔۔۔ناؤ ٹیک آ سیٹ۔"اس نے سٹوڈنٹس کے لئے مخصوص کی گئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ پھر کمپیوٹر سے نظریں ہٹا کر اپنے دائیں طرف پڑی فائل کو اٹھا کر کھولا اور اس میں سے چند پیپر نکالے، اس دوران وہ ایک کرسی پہ بیٹھ چکی تھی۔ اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر وہ اس کے سامنے آ کر رکے اور وہ پیپر اس کے سامنے رکھ دیئے۔ پھر اس نے اپنی کلائی میں پہنی گھڑی میں وقت دیکھا، جہاں آٹھ بج کر پینتالیس منٹ ہو رہے تھے۔ اس کی طرف دیکھنے کے بعد وہ اپنے پیچھے لگے گرین بورڈ پہ

9:31 - 8:46 لکھا پھر اس کی طرف مڑے۔

"تمہارے پاس اس پیپر کو لکھنے کے لئے پنتالیس منٹ ہیں، اینڈ یور ٹائم سٹارٹ ناؤ۔۔۔"

اس نے ایک نظر سامنے گرین بورڈ پہ لکھے وقت پہ ڈالی اور پھر اپنے ہاتھ میں تھامے پیپر پہ۔ جس کے سب سے اوپر ''میوزک ایگزیم''اور اس کے نیچے ''ٹرم ون'' لکھا ہوا تھا۔ پھر اس

کے نیچے نام۔۔۔۔۔۔، کلاس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔، کلاس نمبر۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ڈیٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے لئے جگہ چھوڑی گئی تھی۔اور ساتھ ہی پنتالیس منٹ کا ٹائم بھی لکھا ہوا تھا۔

ایک نظر پیپر کو دیکھنے کے بعد لکھنا تو دور کی بات اس نے دوبارہ پیپر کی طرف دیکھنا بھی اپنی توہین سمجھا تھا۔ مسٹر یونگ اپنا کام کرنے کے ساتھ گاہے بگاہے اسے بھی دیکھ رہا تھا۔اسی طرح پنتالیس منٹ اختتام پذیر ہوئے۔وہ چلتے ہوئے اس کے قریب آکر رکا جو نظریں نیچے جھکائے ہوئے تھی۔ایک نظر خالی پیپر پر ڈال کر وہ سخت لہجے میں بولے تھے۔

"رائٹ یور نیم اون اٹ۔۔(اپنا نام اس کے اوپر لکھو)"

اب کی بار وہ ان کے لہجے سے بالکل بھی خائف نہیں ہوئی تھی۔پھر اس نے بڑے اعتماد کے ساتھ قلم ہاتھ میں تھام کر پیپر پہ اپنا نام لکھنے کے ساتھ ساتھ کلاس اور پھر کلاس نمبر بھی درج کر دیا۔

"ڈیٹ۔۔۔"اس سے پہلے وہ قلم واپس رکھتی تبھی ان کی آواز دوبارہ سنائی دی تو ڈیٹ لکھنے کے ساتھ وہ پیپر بھی ان کی طرف بڑھا چکی تھی۔

پیپر کو لے کر وہ اپنے سیٹ پہ جا کر پھر سے براجمان ہو گیا،اور پھر کچھ پیپرز نکال کر چیک کرنے لگے۔نو چالیس پر گھنٹی سنائی دی۔روم کے باہر مختلف زبانوں کی بولیاں سنائی دینے لگیں۔ایسے میں کچھ اسٹوڈنٹس اپنے لیٹ ہونے کی وجہ سے ایک قطار میں کھڑے تھے اور مسٹر یونگ

ایک ایک کر کے سب سے سوال جواب کر رہا تھا۔ کچھ اسٹوڈنٹس کے پاس لیٹ ہونے کے ساتھ اپلیکیشن تھی ان کو فارغ کیا جا رہا تھا اور باقی کو سکول کے بعد رکنے کی ڈیٹینشن مل رہی تھی۔

اس سب کے دوران ان سب کی نظریں ایک آدھ بار اس پر بھی پڑ جاتیں لیکن اس نے کسی پر بھی نگاہ غلط ڈالنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ بریک ٹائم ختم ہونے سے دو منٹ قبل مسٹر یونگ نے وہاں پہ تمام موجود سٹوڈنٹ کو سکول کے بعد آنے کا کہہ کر وہاں سے ان کو رخصت کیا اور پھر اس کی طرف مڑے۔ اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا تو وہ اپنا بیگ سنبھالتی اس کے پیچھے چل دی۔ اسے باہر نکلتے ہی انہوں نے دروازے کو لاک کیا اور لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ مطلوبہ فلور سے نکل کر وہ دائیں طرف چلنے لگے اور پھر ایک کمرے کے سامنے رک گئے۔ جس کے دروازے پہ "میوزک روم" لکھا ہوا تھا۔ پھر اس کا ڈور نوک کیا تو وہاں موجود ٹیچر جو سٹوڈنٹ کو کچھ کہنے میں مصروف تھیں یکدم خاموش ہوئیں۔ دروازے میں بنے ایک سائیڈ میں شیشہ کی مدد سے ٹیچر نے باہر جھانکا پھر چلتی ہوئی دروازے تک آئیں۔ جب مسٹر یونگ نے انہیں باہر ایک سائیڈ پہ آنے کا کہا تو وہ دروازے کو بند کرتیں ان کی بات سننے لگیں۔

"آپ پہلے اسے فارغ کر دیں، تب تک میں یہیں کھڑا انتظار کرتا ہوں۔" اپنے ازلی اکھڑ لہجے میں کہتے ہوئے اس نے اس کی طرف اشارہ کیا جو بنا کسی تاثر کے ایک طرف کھڑی تھی۔

"اس کا ریٹن ایگزیم میرے پاس ہے وہ میں آپ تک پہنچا دوں گا۔" مسٹر یونگ کی ساری بات سننے کے بعد ٹیچر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لئے کلاس روم میں چلی آئی۔ کلاس میں داخل ہونا اسے اپنی توہین لگ رہا تھا۔ سب سٹوڈنٹس آنکھیں پھاڑے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ کسی کے چہرے پر افسوس تھا تو کسی کے چہرے پہ تمسخر پھیلا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیچر نے اسے پیانو پلے کرنے کو کہا تو وہ اسی طرح کھڑی رہی۔

اس کے وہیں کھڑے رہنے پہ ٹیچر اس کے پاس آئیں اور اسے پیار سے کہا کیونکہ وہ ان کی فیورٹ سٹوڈنٹ تھی۔ دوسرے سٹوڈنٹس کی طرح اس کے کلاس اٹینڈ نہ کرنے پر انہیں دکھ ہو رہا تھا۔

"ایمی جاؤ! پیانو پہ اپنی انگلیوں کا جادو چلاؤ اور ہمیشہ کی طرح سب کا ریکارڈ توڑ دو۔" ان کے اتنے پیار سے کہنے کا بھی اس پہ کوئی اثر نہیں ہوا تھا اور وہ ڈھیٹ بنی وہیں کھڑی رہی۔ کھوزومی اس کی حالت کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ اس کی اس حرکت پہ اینجل نے حیرت سے پوچھا تھا۔

"تمہیں شرم آنی چاہیے۔"

"کس بات پر۔" وہ اسی طرح بے شرمی سے بولی۔

"تم اپنی دوست کی حالت کا لطف لے رہی ہو۔"

"بہت اتراتی تھی ناں یہ۔۔اب دیکھو ایسے اندھیرے کنویں میں گری ہے جہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ ہی نہیں۔اس کے ساتھ ایسے ہی ہونا چاہیے تھا، گھمنڈی کہیں کی۔۔۔"اس کے لہجے سے نفرت جھلک رہی تھی۔اور اینجل حیرت سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔

"ابھی کل ہی کی بات ہے جب ہم نے مل کر خوب فن کیا تھا۔تب تو تمہارے چہرے پہ ایسا کوئی تاثر نہیں ابھرا تھا،ایسی حقارت نہیں تھی۔اور آج۔۔۔آج ایسا کیا ہو گیا کہ تم اس سے اتنی نفرت کرنے لگی، حالانکہ جانتی ہو اس نے ہمارے حصے کی رقم بھی خود ہی ادا کی تھی۔اور کل جو تم نے عیش کی تھی وہ اس گھمنڈی کے پیسوں پہ ہی کی تھی۔"اینجل اسے شرم دلانا چاہ رہی تھی لیکن وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی،بجائے اس کے کہ وہ احسان مانتی وہ الٹا اینجل پہ ہی برہم ہونے لگی۔

"میں نے اس سے دریادل بننے کو نہیں کہا تھا۔اور دوسری بات مجھے وہ شروع سے ہی ناپسند رہی ہے۔جب دیکھو اپنی دولت کا رعب جھاڑتی،ایٹیٹیوڈ دیکھاتی تھی۔۔۔تو اب بھگتے مزہ۔۔جو بھی ہو رہا ہے بہت اچھا ہو رہا ہے،اس کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔"اسے یوں عمارہ کے خلاف زہر اگلتے دیکھ اینجل نے تاسف سے سر ہلایا پھر نظریں سامنے مرکوز کیں جہاں مسٹر یونگ کے دیئے ہوئے پانچ منٹ ختم ہو گئے تھے۔اس نے گانا تو دور کی بات کسی پہ نظر ڈالنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔پھر جس طرح آئی تھی اسی طرح واپس چلی گئی۔مسٹر یونگ اسے لے کر لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔

لفٹ میں داخل ہونے کے بعد انہوں نے گراؤنڈ فلور کا بٹن پریس کیا اور پھر نیچے جانے کا انتظار کرنے لگے۔ لفٹ سے نکلنے کے بعد وہ بیرونی دروازے کی طرف چلنے لگے، وہ بھی ان کے پیچھے ہی چل رہی تھی۔ سکول سے باہر نکلنے کے بعد وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"کل سات بج کر پچاس منٹ پر مجھے ڈی سی روم کے باہر ملو۔" ان کے کہنے پر اس نے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا تو وہ چلائے تھے۔

"Words۔۔۔ (الفاظ )"

"یس مسٹر یونگ۔۔۔۔" ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس نے کہا تو جواب میں انہوں نے "گڈ بائے" کہتے ہوئے اسے جانے کا اشارہ کیا تو وہ بھی "گڈ بائے" کہتے ہوئے سڑک پار کر گئی۔ اس کے جانے کے بعد وہ دوبارہ سکول میں داخل ہو گئے تھے۔

---------------

سکول سے نکلنے کے بعد وہ بے مقصد یہاں وہاں گھومتی رہی۔ چلتے چلتے جب تھک گئی تو سڑک کے ایک طرف کھڑی کیب کو ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے اپنی طرف بلایا پھر گھر کا ایڈریس سمجھا کر پچھلی نشست پر براجمان ہو گئی۔ ذہن میں آتی سوچوں کو جھٹک کر وہ سر سیٹ کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں موند گئی۔ رفتہ رفتہ اس کا ذہن ارد گرد سے غافل ہو گیا تھا پھر کب گھر آیا اسے پتا ہی نہیں چل سکا۔ کسی کے پکارنے پہ اس نے بڑی مشکل سے آنکھیں کھولیں تھیں۔ آنکھیں کھولنے پہ ڈرائیور کے چہرے کے ساتھ ساتھ آواز بھی سنائی دی، جو اسے اترنے کا بول رہا تھا۔

اس نے چونک کر ارد گرد دیکھا پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی، ایک نظر کھڑکی سے باہر ڈالی جہاں سامنے ہی خوبصورت سی عمارت بڑی شان سے کھڑی تھی، لیکن اس خوبصورت عمارت میں بسنے والے فریقین کا گھٹیا پن یاد آتے ہی اس کا ضبط جواب دینے لگا۔ اپنے غصے پہ قابو پاتے ہوئے اس نے سامنے میٹر پہ نظر ڈالی جہاں پہ تین ہندسے درج تھے۔ اس نے پانچ سو ڈالر کا نوٹ نکال کر کیب ڈرائیور کی طرف بڑھایا پھر بقایا لئے بغیر ہی کیب سے باہر نکل گئی۔ ڈرائیور نے حیرت سے اس کی اس حرکت کو ملاحظہ کیا تھا، اسے لڑکی اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی، لیکن اسے باقی کے پیسے تو واپس کرنے ہی تھے اسی لئے وہ جلدی سے کیب سے باہر نکل کر اس کی طرف بڑھا، اس سے پہلے وہ کچھ کہتا وہ پلٹی اور کاٹ کھانے والے انداز میں بولی تھی۔

"اُم سائے لا۔" (ضرورت نہیں ہے) پھر اس کی حیرت کا نوٹس لئے بغیر گیٹ عبور کر گئی، لیکن اپنے پیچھے گیٹ کو زوردار آواز میں بند کرنا نہیں بولی تھی۔ اس کی حرکتوں کو دیکھتے ہوئے کیب ڈرائیور "چھی سی نا" (پاگل) بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے چلا گیا تھا۔

---

"آنش۔۔۔۔آنش۔۔۔۔۔آنش۔۔۔۔!" لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اس نے بیگ کو کندھے سے اتار کر دور پھینکا (جس کی زپ کھلی ہونے کی وجہ سے تمام چیزیں ادھر ادھر بکھر گئیں جس کی اسے کوئی پرواہ نہیں تھی) گھر آتے ہی وہ آؤٹ آف کنٹرول ہو گئی تھی، اب مزید

kahanifreak.com

وہ اپنے غصے پہ قابو نہیں پا سکتی تھی۔اس کا رخ فرسٹ فلور پر بنے کمرے کی جانب تھا جو بالکل سیڑھیوں کے پاس ہی تھا۔اس کے کمرے پہ نظریں ٹکائے وہ بار بار اس کا نام پکار رہی تھی۔

وہ جسے پکار رہی تھی وہ اپنے کمرے میں لیپ ٹاپ لئے بیٹھا تھا۔اس کی نظریں اسکرین پہ اور انگلیاں کیبورڈ پر کھٹ پٹ کر رہی تھیں۔ وہ بہت اہم پراجیکٹ پہ کام کر رہا تھا۔اس پراجیکٹ پہ اس کے دن رات کی محنت کار فرما تھی۔اس پہ وہ اپنا بیسٹ دے رہا تھا،اسی لئے وہ آج آفس جانے کی بجائے سیدھا گھر چلا آیا اور آ کر اپنے کمرے میں بند ہو گیا۔ویسے بھی وہ صبح فیما کو بتا چکا تھا کہ وہ ڈیڈ کو بتا دیں کہ وہ آج آفس نہیں آ رہا۔آجکل اس کی توجہ کا مرکز یہ پراجیکٹ تھا جیسے لے کر وہ کافی ایکسائیٹڈ تھا۔اپنے نام کی پکار پہ اس نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر ایک نظر دروازے کی طرف دیکھا۔نیلی آنکھوں میں حیرت ابھری۔

اس کے کمرے پر نظریں ٹکائے وہ اسی طرح چلا رہی تھی۔اس کا غصہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔اور غصہ کم ہوتا بھی کیسے،آج اس ''سن آف ہٹلر'' کی وجہ سے اسے سکول سے کک آؤٹ کیا جا رہا تھا۔ مطلب اس شخص کی وجہ سے ایک بار پھر اس کی خوشیاں اس سے چھینی جا رہی تھیں۔یہ ہی بات اس کے غصے کو مزید بڑھا رہی تھی اسی لئے وہ بنا ڈر اور خوف کے اسے پکار رہی تھی۔اس کی چیخ و پکار سن کر فیما گھبراتی ہوئی اس کے پاس دوڑی آئی۔

"ایمی ڈارلنگ !۔۔۔کیا ہوا،تم ایسے کیوں چلا رہی ہو۔"اس نے فیما کے قریب آنے کا بھی نوٹس نہیں لیا۔فیما سمجھ گئی کہ وہ کچھ نہیں سننے والی،اسی لئے وہ خاموش ہو کر ایک طرف جا کر

کھڑی ہوئی۔ فیما جانتی تھی کہ بھلے ہی وہ ان کی عزت کرتی ہے لیکن غصے میں وہ کوئی لحاظ روا نہیں رکھے گی۔ یہ بات بھی جھٹلائی نہیں جاسکتی تھی کہ انکا رشتہ ماں بیٹی کا نہیں بلکہ مالکن اور نوکرانی کا تھا۔ وہ خاموشی سے اسے چلاتا ہوا دیکھ رہی تھیں جوارد گرد سے غافل نظریں آنش کے کمرے پہ ٹکائے کھڑی تھی۔ خلافِ معمول آج آنش بھی گھر جلدی آگیا تھا۔ فیما ایک ہی دعا کررہی تھی کہ آنش کے کمرے کا میوزک سسٹم آن ہواور اس تک عمارہ کی آواز نہ پہنچ رہی ہو، لیکن شاید انہیں دعا مانگنے میں دیر ہوگئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد سیڑھیوں کے پاس والے کمرے کا دروازہ کھلا پھر دروازے کی اوٹ سے آنش کا وجیہہ چہرہ نمودار ہوا۔ جیسے دیکھ کر فیما حواس باختہ ہوگئی تھی۔

--------------

"آپ لوگوں نے مجھے دھوکا دیا ہے، میرے ساتھ فراڈ کیا ہے۔ میں اب یہاں ایک منٹ نہیں رکوں گی، اسی لئے اب جلدی سے مجھے واپس بھیجنے کا انتظام کر دیں۔"

وہ بھناتی ہوئی کچن میں داخل ہوئی، جتنی تیزی سے اس کا دماغ کھول رہا تھا اتنی ہی تیزی سے اس کی زبان فراٹے بھر رہی تھی۔ اس کی ماما نے سبزی کاٹتے ہوئے ذرا کی ذرا اس کی طرف دیکھا اور پھر سے اپنے کام میں مصروف ہوگئیں۔ وہ جو کچن کے دروازے میں ایستادہ تھی ان کی اس حرکت پر پیر پٹختے ہوئے اندر چلی آئی، پھر دیکھے بغیر فروٹ باسکٹ سے سیب اٹھا کر کترانے

kahanifreak.com

لگی۔اپنی بات کے جواب میں خاموشی پاکر جھنجھلاتے ہوئے وہ سینٹر ٹیبل کی کرسی گھسیٹ کر ان کے سامنے ہی براجمان ہوگئی تھی۔

"آپ سن رہی ہیں میں کیا کہہ رہی ہوں؟" گردن کو تھوڑا سا جھکا کر وہ ان کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی جو بے نیازی سے اپنے کام میں مصروف رہیں، ان کی بے نیازی پر اس نے ہاتھ میں پکڑا سیب ٹیبل پر پٹخا، جس پر ماما نے صرف آنکھوں سے ہی اسے تنبیہ کی تھی۔ جس کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

"آپ اس تصویر کے بچے کو کہہ دیں کہ اپنی فضول کوششیں بند کر دے۔ میں کوئی انٹرویو۔۔۔ونٹرویو دینے نہیں جا رہی۔اگر وہ اپنی حرکتوں سے بعض نہ آیا تو میں اس کا حشر نشر کر دوں گی۔"

ماما کی خاموشی اس کی ہمت بندھا رہی تھی اس لئے بنا سوچے سمجھے جو منہ میں آیا وہ بولے چلی گئی۔اپنی بات مکمل کرنے کے بعد وہ دوبارہ سیب اٹھا کر کترنے لگی۔سیب کھانے کے بعد اس کے بیچ والے حصے کو ڈسٹ بین میں پھینکنے کی بجائے وہیں ٹیبل پر رکھ دیا، ماما کن اکھیوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ سیب کا صفایا کرنے کے بعد اس کے ہاتھ پاس پڑے مٹر کے باؤل کی طرف بڑھ رہے تھے کہ تبھی ماما نے ہاتھ میں پکڑی چھری کا دستہ اس کے بڑھتے ہوئے ہاتھ پر دے مارا جس پر وہ بلبلا اٹھی تھی۔

"آؤچ۔۔۔۔۔" جلدی سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچنے کے ساتھ ہی وہ ماما کو شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"زیادہ ہی زبان چلنے لگی ہے تمہاری۔۔۔ آ لینے دو تمہارے باپ کو، اب وہ ہی سیدھا کرے گا تمہیں۔"

وہ جو پہلے ہی دل برداشتہ تھی ہلکی سی ضرب کھانے کے بعد اس کے آنسو بل بل بہنے لگے۔ یہ آنسو چوٹ کے نہیں تھے بلکہ اپنی بات کی انکاری کے تھے۔ اس کے آنسو سے بھی ماما پر کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ وہ اور بھی تندہی سے اپنے کام میں مصروف رہیں۔

"آج مجھے پتا چل گیا ہے میں آپ لوگوں کی سگی اولاد نہیں ہوں، کہیں سے اٹھا کر لائے ہوں گے مجھے، اسی لئے مجھ پر اتنا ظلم کر رہے ہیں۔" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی ساتھ ہی اپنی جگہ سے اٹھ کر ماما کی پہنچ سے تھوڑا دور ہو گئی، کیونکہ پاس بیٹھے رہ کر مار کھانے کے چانسز زیادہ تھے۔ ان کی طرف سے کوئی جواب نا پا کر وہ ہمت کرتے ہوئے مزید گل افشانی کر گئی تھی۔

"آج آپ بتا ہی دیں میرے اصل ماں باپ کون ہیں، مجھے اب یہاں نہیں رہنا۔۔۔ مجھے ان کے پاس جانا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مجھے اپنے سامنے پا کر وہ لوگ بہت خوش ہوں گے۔۔۔۔ آہ۔۔۔ہ۔۔۔۔"

اس کے باقی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے کیونکہ ماما کی اڑتی ہوئی چپل اس کے بازو کو سلامی دیتے ہوئے زمین بوس ہوئی تھی ساتھ ہی ساتھ اسے کراہنے پر بھی مجبور کر گئی۔ کراہتے

kahanifreak.com

ہوئے اس نے ماما کو دیکھا جن کے اندر پاکستانی ماؤں والی روح انگڑائی لے کر بیدار ہو چکی تھی۔ ان کو اپنی فارم میں آتا دیکھ وہ باہر کی جانب دوڑ لگا چکی تھی۔ ماما بھی اس کے پیچھے ہی لپکی تھیں۔ کچن کے ساتھ ہی لکڑی کا دروازہ تھا جیسے کھولنے کے بعد گرل تھی۔ کانپتے ہاتھوں کے ساتھ گرل کھول کر وہ جلدی سے گھر سے باہر بھاگ گئی۔

"رک ناہنجار۔۔۔ کہاں بھاگ رہی ہو، اب سنتی جاؤ تمہارے اصلی ماں باپ کون ہیں۔۔۔" ان کی پکار کو نظر انداز کئے وہ لفٹ میں داخل ہو چکی تھی۔

"رکو اب جا کہاں رہی ہو، سن کر جاؤ تمہارے اصلی ماں باپ کون ہیں۔۔۔ بس اب یہ ہی سننا باقی رہ گیا تھا۔ تمہیں اس لئے پالا پوسا تا کہ تم سے یہ سن سکیں کہ تم ہماری سگی اولاد نہیں ہو۔ لعنت ہے ایسی زندگی پر۔۔۔" گرل کو بند کرنے کے بعد دروازہ بند کرتے ہوئے وہ کچن میں چلی گئیں اور پھر کافی دیر تک بڑبڑاتی رہی تھیں۔

وہ گھر سے بھاگ تو آئی لیکن اسے معلوم نہیں تھا کہ اب وہ کدھر جائے۔ ایک جگہ پر رکتے ہوئے اس نے ڈوپٹے کو درست کیا۔ اس کا ڈوپٹہ لینے کا انداز بھی عجیب تھا۔ ڈوپٹے کا ایک پلو سر پر تو باقی کا گردن میں رسی کی مانند جھول رہا تھا۔ وہ سخت مایوسی کا شکار ہو رہی تھی۔ فی الحال وہ اکیلی رہنا چاہتی تھی۔ بلڈنگ سے باہر نکلتے ہوئے اس نے ایک نظر دائیں جانب ڈالی اور دوسری بائیں جانب۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے وہ دائیں طرف قدم اٹھا چکی تھی۔ جس طرف وہ چل رہی تھی وہاں کنوینیس سٹور اور بیکری شاپ تھیں۔ تھوڑا آگے جا کر کچھ ریستوران بھی

دیکھائی دے رہے تھے۔ لنچ آوورز ہونے کی وجہ سے کافی رش دیکھائی دے رہا تھا۔ کافی لوگ ریستوران میں دیکھائی دے رہے تھے جن میں کثیر تعداد سٹوڈنٹس کی تھی۔ سب پہ نظریں دوڑاتی وہ راستے کا تعین کیئے بغیر چلتی جارہی تھی۔ وہ گھر سے کافی دور نکل آئی تھی، گھنٹے دو گھنٹے کی مٹر گشتی کرنے کے بعد اسے اپنی حماقت کا احساس ہوا تو اس نے فوراً واپسی کی راہ لی۔ لیکن تبھی اپنے پیچھے کسی کی موجودگی پاکر اسے رکنا پڑا تھا۔

-----------------


پبلشر نوٹ:

ہم اپنی بھرپور کوشش کررہے ہیں کہ کسی بھی ایسی چیز کی پروموشن نہ کی جائے جو انسانیت یعنی فلسطین پر ہونے والے ظلم کا سبب یا اس پر خاموش تماشائی بنے رہے ہوں۔۔اس کے باوجود بھی اگر آپ کو ہماری تحاریر میں کسی ایسی شخصیت کا، کسی ایسے برینڈ کا ذکر ملتا ہے تو ہمیں ضرور بتایئے۔

link of publisher's instagram account

اوپر دیئے گئے لنک پر ہمیں مطلع کر سکتے ہیں اور آپ کی اس کاوش کیلئے ہم آپ کے بے حد مشکور ہوں گے۔


kahanifreak.com

رائیٹر نے اس سفر میں ہمارا خوب ساتھ دیا ہے اور اسی سبب آپ کو کسی مخصوص گلوکار کے نام کی جگہ "گلوکار" لکھا نظر آئے گا۔۔۔امید ہے اس سے تخیلاتی بنائی میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی اور آپ یہ کہانی پڑھ کر لطف اندوز ہوں گے۔

link of writer's instagram account

kahanifreak.com